# باب 7: پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟

آبادی کے ثمرات کسی ملک میں تیز رفتار معاشی نمو کی ایسی مدت کو کہتے ہیں جو عمر کی مناسب ساخت کے نتیجے میں اس وقت ابھرتی ہے جب کام کرنے کی عمر ، یا کارگر آبادی (working age population) کا تناسب منحصر آبادی (dependent population) سے بڑھ جاتا ہے۔ آبادی کی عمر کی سازگار ساخت حاصل کرنے کے لیے افزائش (fertility) کو بلند سے پست کرنا ہوتا ہے جسے بچوں اور نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات میں کمی اور آبادی کی فلاح و بہبود اور خاندانی منصوبہ بندی میں سرمایہ کاری سے تقویت ملتی ہے۔ تاہم محض عمر کی سازگار ساخت ہی ثمرات حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے درست پالیسیاں اور تعلیم و صحت میں سرمایہ کاری شامل ہے تاکہ انسانی سرمائے اور پیداواریت میں بہتری لائی جا سکے۔مزید برآں ، نوجوانوں کے لیے زیادہ بچت اور روزگار کے مواقع کے ساتھ ساتھ اچھا نظم و نسق ، مسابقتی منڈیاں ، معاشی استحکام اور معاشی نمو اور ترقی کے دیگر معاونین کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ عمر کی سازگار ساخت کے فراہم کردہ مواقع سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی بالخصوص نوجوانوں کا بڑا گروہ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگرچہ ملک نے مجموعی شرح افزائش (total fertility rates) اور منحصر آبادی کا تناسب کم کرنے میں خاصی پیش رفت کی ہے جس کا نتیجہ نوجوانوں کے بڑے گروپ کی صورت میں نکلا ہے ، تاہم مجموعی شرح افزائش میں کمی کی رفتار گذشتہ دو دہائیوں میں سست ہو چکی ہے ، اور یہ ہم سر ممالک کے مقابلے میں بھی سست ہے۔ حصولِ تعلیم تک رسائی اور معیار کے لحاظ سے پاکستان کی کارکردگی کمزور رہی ہے ، جبکہ 5 برس تک عمر والے بچوں کی موجودہ آبادی کا ایک تہائی سے زائد حصہ مناسب سہولتوں سے محروم ہے۔ یہ دونوں عوامل پاکستان میں آبادی کے ثمرات کے امکانات کو اتنا ہی خطرے سے دوچار کر دیتے ہیں ، جتنے کہ معاشی عدم استحکام ، پست معاشی نمو ، نظم و نسق میں کمزوریاں اور غیر مستعد منڈیوں جیسے سازگار معاشی ماحول کو لاحق مستقل چیلنجز متاثر کرتے ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے تعلیم کے حصول اور افرادی قوت میں صنفی فرق کے مسئلے کو بھی حل کیا جائے۔

# 7 پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟

## 7.1 تعارف

پاکستان میں بار بار معاشی عدم توازن پیدا ہونے کی ساختی نوعیت کی متعدد وجوہات ہیں، جو ملک کی معاشی نمو اور ترقی کو محدود کر دیتی ہیں۔ ان میں انسانی ترقی، ملکی بچت اور افرادی قوت کی پیداواریت کی پست سطح شامل ہیں۔ ان چیلنجوں کا ایک بڑا سبب آبادی کی تیز رفتار نمو ہے جو غربت بڑھانے کے ساتھ سرکاری اور نجی انفراسٹرکچر پر بوجھ اور سرکاری سہولتوں پر حکومتی اخراجات میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔[1]

پانچ دہائی قبل دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والے سرفہرست ممالک میں پاکستان کا دسواں نمبر تھا، اور اس کی آبادی 59 ملین تھی۔ 2021ء میں ملک آبادی کے لحاظ سے پانچویں نمبر آ گیا اور اس کی آبادی 231 ملین تک پہنچ گئی

**شکل 7.1: دس اہم گنجان آباد ممالک میں پاکستان کا درجہ**

آبادی ملین میں

| درجہ | 1970ء | | | 1980ء | | | 1990ء | | | 2000ء | | | 2010ء | | | 2020ء | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | چین | 823 | (2.6) | چین | 982 | (1.5) | چین | 1154 | (1.7) | چین | 1264 | (0.7) | چین | 1348 | (0.7) | چین | 1425 | (0.2) |
| 2 | بھارت | 558 | (2.2) | بھارت | 697 | (2.3) | بھارت | 870 | (2.2) | بھارت | 1060 | (1.8) | بھارت | 1241 | (1.4) | بھارت | 1396 | (1.0) |
| 3 | امریکہ | 200 | (1.2) | امریکہ | 223 | (1.2) | امریکہ | 248 | (1.3) | امریکہ | 282 | (1.2) | امریکہ | 311 | (0.9) | امریکہ | 336 | (0.5) |
| 4 | روس | 130 | (0.5) | انڈونیشیا | 148 | (2.4) | انڈونیشیا | 182 | (1.8) | انڈونیشیا | 214 | (1.5) | انڈونیشیا | 244 | (1.3) | انڈونیشیا | 272 | (0.8) |
| 5 | انڈونیشیا | 115 | (2.7) | روس | 138 | (0.5) | برازیل | 151 | (1.8) | برازیل | 176 | (1.4) | برازیل | 196 | (0.9) | پاکستان | 227 | (1.7) |
| 6 | جاپان | 105 | (1.3) | برازیل | 122 | (2.4) | روس | 148 | (0.5) | پاکستان | 154 | (3.1) | پاکستان | 194 | (2.3) | برازیل | 213 | (0.7) |
| 7 | برازیل | 96 | (2.5) | جاپان | 118 | (0.7) | جاپان | 124 | (0.3) | روس | 147 | (-0.3) | نائیجیریا | 161 | (2.8) | نائیجیریا | 208 | (2.5) |
| 8 | جرمنی | 78 | (0.4) | بنگلہ دیش | 84 | (2.5) | پاکستان | 115 | (3.4) | بنگلہ دیش | 129 | (1.9) | بنگلہ دیش | 148 | (1.1) | بنگلہ دیش | 167 | (1.2) |
| 9 | بنگلہ دیش | 68 | (2.5) | پاکستان | 81 | (4.2) | بنگلہ دیش | 107 | (2.1) | جاپان | 127 | (0.2) | روس | 143 | (0.1) | روس | 146 | (-0.1) |
| 10 | پاکستان | 59 | (2.8) | جرمنی | 78 | (-0.2) | نائیجیریا | 95 | (2.7) | نائیجیریا | 123 | (2.6) | جاپان | 128 | (0.0) | میکسیکو | 126 | (0.7) |

نوٹ: قوسین کے بغیر دی گئی مقداریں مجموعی آبادی کا ملین میں اظہار ہیں اور قوسین میں دی گئی مقداریں متعلقہ برسوں کی آبادی کی نمو کو ظاہر کرتی ہیں۔

ماخذ: اقوامِ متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء

(**شکل 7.1**)۔ 1980ء تا 2000ء کے دوران 3.2 فیصد کی مرکب اوسط شرح نمو کے ساتھ پاکستان کی آبادی دس سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں سب سے تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ 2021ء میں شرح نمو 1.9 فیصد تھی، اور اس طرح نائیجیریا کے بعد یہ دوسرے نمبر پر تھا۔[2] اس وجہ سے پاکستان کے پاس نوجوان بڑی تعداد میں ہیں جن میں 37 فیصد اور 67 فیصد بالترتیب 14 سے کم یا مساوی اور 30 برس عمر تک کے ہیں۔ تاہم، یہ صورت حال پاکستان کو معاشی نمو اور ترقی کے لیے ایک منفرد موقع بھی فراہم کرتی ہے جسے "آبادی کے ثمرات" کہا جاتا ہے۔

آبادی کے ثمرات کسی ملک کی تیز رفتار معاشی نمو کی ایسی مدت ہوتی ہے، جو اس کی آبادی کی عمر کی سازگار ساخت کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ عمر کی

[1] D. Nayab, R. Haq and S. Bashir (2019). The Dynamic of Population in Pakistan in Population Growth: Implications for Human Development, Development Advocate UNDP Pakistan Vol. 6 Issue 1.; A. H. Khan, L. Hasan, A. Malik and B. Knerr (1992). "Dependency Ratio, Foreign Capital Inflows and the Rate of Savings in Pakistan." The Pakistan Development Review, Vol. 31, No. 4. pp. 843-856; State Bank of Pakistan (2002). "Chapter 11, Socio-economic Update, in the Report of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan for the year ended 30th June 2002." Karachi: SBP

[2] ماخذ: اقوامِ متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء

سازگار ساخت کا مطلب منحصر آبادی کی پست شرح ہے جو کم عمر والوں[3] اور بزرگ افراد[4] دونوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر، کوئی ملک عمر کی سازگار ساخت تب حاصل کرتا ہے، جب کارگر آبادی کا تناسب نوجوان اور بزرگ افراد سمیت منحصر آبادی کے تناسب سے بلند ہو جاتا ہے۔ عالمی سطح پر کارگر آبادی کی تعریف میں 15 تا 64 برس عمر والے افراد کو شامل کیا جاتا ہے۔[5]

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کارگر آبادی کے تناسب میں اضافے کے ساتھ فی کس پیداواری نمو بڑھتی ہے۔[6] مشرقی ایشیا میں 1965ء تا 1990ء کے درمیان معجزاتی معاشی ترقی دیکھنے میں آئی تھی، جسے مد نظر رکھتے ہوئے آبادی کے عوامل کا تجزیہ کرنے کی ترغیب ملی۔ اس تجزیے سے یہ بات سامنے آئی کہ اس مدت کے دوران عمر کی ساخت میں تبدیلیوں نے سالانہ جی ڈی پی نمو کو بڑھانے میں 1.4 تا 1.9 فیصدی درجے حصہ ڈالا، جو اس مدت میں دیکھی گئی معاشی نمو کا تقریباً ایک تہائی بنتا ہے۔[7]

## آبادی کے عبوری دور میں آبادی کے ثمرات بطور ایک موقع

معاشی نمو کو بروئے کار لانے والی عمر کی ساخت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کسی ملک کی آبادی بلند سے پست شرح پیدائش اور شرح اموات پر منتقل ہوتی ہے۔[8] اس منتقلی (transition) میں کئی دہائیاں لگتی ہیں۔ اوّل، صحت، غذائیت اور طبی مہارت میں بتدریج بہتری[9] کے سبب منتقلی کا پہلا مرحلہ پیدائش اور اموات کی بلند شرحوں کی کیفیت سے شروع ہو کر بلند شرح پیدائش لیکن کم شرح اموات تک چلتا ہے، جس کے نتیجے میں نوجوان آبادی کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

دوم، وقت گذرنے کے ساتھ غذائی پیداوار، صفائی، صحت میں بہتری آتی ہے، نوزائیدہ بچوں اور بچوں کی شرح اموات بتدریج کم ہو جاتی ہے جو پست شرح پیدائش اور بلند متوقع عمر پر منتج ہوتی ہے۔[10] لہٰذا، منتقلی کا دوسرا مرحلہ بلند شرح پیدائش اور پست شرح اموات سے لے کر پیدائش اور اموات کی پست شرح تک چلتا ہے، جس سے مجموعی شرحِ افزائش[11] کم کرنے میں مدد ملتی ہے، جو بالآخر نوجوانوں کی منحصر آبادی کے تناسب میں تیزی سے کمی کے سبب کارگر عمر والی سازگار آبادی کی تخلیق پر منتج ہوتا ہے۔

دوسرے مرحلے کے اختتام پر عموماً آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ کھلتا ہے یعنی آبادیاتی مواقع (demographic window) آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آبادیاتی مواقع کی اس مدت میں ممالک معاشی نمو (یا آبادی کے ثمرات کے اثر کو شامل کر کے) پر پست منحصر شرح کے فطری طور پر رونما ہونے والے مثبت اثرات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں[12] بشرطیکہ مجموعی شرحِ افزائش میں تیزی سے کمی کا عمل جاری رہے۔ تاہم، عمر کی سازگار ساخت سے حاصل ہونے والے کافی بلند آبادی کے ممکنہ ثمرات اس وقت ملتے ہیں، جب ملک کی

---

[3] 15 برس کی عمر سے کم افراد کے مقابلے میں 15 تا 64 برس کی عمر والے افراد کا تناسب (آئی ایل او)۔

[4] 64 برس سے زائد عمر والے افراد کے مقابلے میں 15 تا 64 برس کی عمر والے افراد کا تناسب (آئی ایل او)۔

[5] یہ حد بین الاقوامی تقابل کے لیے وضع کی جاتی ہے کیونکہ کام کرنے کی عمر کی ساخت کی حد عام طور پر تعلیم اور ملازمت کی اہلیت کے سماجی معیارات سے اثرات قبول کرتی ہے اور اس کی بنیادیں قومی قانون سازی میں ہوتی ہیں۔ [سی ہر استی اور ایم اوسٹر میئر (2020ء)۔ آبادی کا بوڑھا ہونا: زیر کفالت افراد کے متبادل اقدامات اور مستقبل کے کام کے اقدامات۔ آئی ایل او ورکنگ پیپر 5۔ جنیوا: آئی ایل او)۔

[6] R. Gomez, and P. Hernandez de Cos. 2008. Does Population Ageing Promote Faster Economic Growth? Review of Income and Wealth. 54(3). pp. 350– 372.; Asian Development Bank (2011). Asian Development Outlook 2011 update. Preparing for Demographic Transition. Manila, Philippines: ADB.

[7] ڈی ای بلوم اینڈ جے جی ولیم سن (1998ء)۔ ابھرتے ہوئے ایشیا میں آبادی کی تبدیلی اور معاشی معجزے۔ دی ورلڈ بینک اکنامک ریویو، 12(3), 419-455۔

[8] J. N. Gribble and J. Bremner (2012). "Achieving a Demographic Dividend." Population Bulletin, Vol 67. Issue No. 2.

[9] A. R. Omran (1971). "The Epidemiologic Transition: A Theory of the Epidemiology of Population Change." Milbank Quarterly, 83(4):731-57

[10] شیر خواروں کی اموات کا مطلب ہے پیدائش سے ایک سال کی عمر کے دوران بچوں کی اموات۔ اسے فی ایک ہزار بچوں کی پیدائش میں اموات سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ بچوں کی اموات یا پانچ سال سے کم عمر میں اموات کا مطلب ہے کہ پیدائش سے لے کر پانچ سال کی عمر کے درمیان بچوں کی اموات۔ اسے فی ایک ہزار بچوں کی پیدائش میں اموات سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ماخذ: آبادیاتی اصلاحات کی فرہنگ، اقوام متحدہ کا آبادیاتی ڈویژن، اس لنک پر دستیاب ہے: www.population.un.org/wpp/GlossaryOfDemographicTerms/، 26 ستمبر 2022ء کو دیکھا گیا۔

[11] مجموعی شرح افزائش کو بچوں کی تعداد فی خاتون سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ (تکنیکی تعریف کے لیے دیکھیے: www.un.org/en/development/desa/population/publications/dataset/fertility/total-fertility.asp)

[12] تفصیلات کے لیے دیکھیے اگلا ذیلی سیکشن۔

مجموعی شرح افزائش میں تیزی سے کمی کے ساتھ ساتھ ایسی پالیسیوں کا نفاذ جاری رہے جو آبادی کے پیداواری امکانات کو بڑھاتے ہیں۔[13]

ہر ملک میں اس امر کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ آبادی سے استفادے کا دروازہ کھل جائے گا۔ اگر، مثال کے طور پر صحت کے شعبے میں ابتدائی سرمایہ کاری کی بدولت شرحِ اموات میں کمی آتی ہے لیکن شرح پیدائش میں کمی کا عمل سست ہو تو یہ مجموعی شرح افزائش کے منجمد ہونے یا سست رفتاری سے کمی پر منتج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی میں نوجوانوں کے بڑے گروپ کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ یہ صورت حال گھرانوں کو صحت، غذائیت، ہنرمندی اور تعلیم میں کم سرمایہ کاری کے خطرات سے دوچار کر دیتی ہے، جو بالآخر نوجوانوں کی منحصر آبادی کے بلند تناسب، غربت، بیروزگاری، یا کم بیروزگاری اور معاشی عدم استحکام پر منتج ہوتا ہے۔[14]

تاہم، اگر کوئی ملک مجموعی شرحِ افزائش میں مسلسل کمی کے ذریعے آبادیاتی مواقع پیدا کرلیتا ہے اور تخمینی (اکاؤنٹنگ) اثرات سے باہر آبادی کے ممکنہ ثمرات سے مستفید ہوتا ہے تو پھر منتقلی کا تیسرا مرحلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب مجموعی شرحِ افزائش تبدل (replacement) کی شرح تک پہنچ جاتی ہے،[15] یعنی مجموعی شرحِ افزائش تقریباً 2.1 فی خاتون تک رہے۔ نتیجتاً، جب مجموعی شرح افزائش کچھ دہائیوں کی مدت میں تبدل کی شرح سے کم ہو جاتی ہے تو آبادی کی منفی شرح نمو، منحصر بزرگ افراد کی بلند سطح اور کارگر آبادی کا کم حصہ آبادی میں منتقلی کے اختتام کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ یورپ اور جاپان جیسی کچھ ترقی یافتہ معیشتوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔[16]

منتقلی میں کچھ ممکنہ منظرنامے آبادی کی عمر کی ساخت کو متاثر کرسکتے ہیں، جن کا اثر آبادی کے مواقع کے پیمانے، وسعت اور وقت پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ منظرنامے، منتقلی کے آغاز میں آبادی کے حجم، منتقلی کی رفتار اور اس کے حصول کی مدت سے متعین ہوتے ہیں۔

افزائش میں تبدیلیاں کسی مقررہ میعاد کے مطابق نہیں ہوتیں کیونکہ یہ ثقافت، خاندانی اقدار اور روایات، سماجی اداروں، رسموں، نسلی تقسیم، مذہبی اعتقادات، جدت طرازی اور ترقی کی بعض قوتوں کے درمیان فرق کی عکاسی کرتی ہیں، جو ہر ملک میں دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔[17] کسی ملک کی شرح افزائش کی تبدیلی پر جو دیگر عوامل اثرانداز ہوتے ہیں ان میں یہ شامل ہیں: شہروں میں توسیع، خواتین کی تعلیمی سطح، شادی اور بچوں کی پرورش کی لاگت، بنیادی صحت کی خدمات جس سے نومولودوں اور بچوں کی اموات میں کمی آئے، معاشی ترقی اور بہتر معیار زندگی۔[18]

یورپ میں افزائش کی تبدیلی میں 100 برس سے زائد کا عرصہ لگ گیا۔ مثلاً، سوئیڈن میں 19 ویں صدی میں شرح افزائش 4.2 فیصد تھی، جو 20 ویں صدی میں گر کر 3.8 فیصد پر آگئی لیکن 1980ء کی دہائی میں کم ہو کر 1.5 فیصد

[13] D. E Bloom and D. Canning (2006). "Global Demography: Fact, Force and Future," in C. Kent, A. Park and D. Rees (eds.), Demography and Financial Markets, Reserve Bank of Australia.

[14] عالمی بینک (2010ء)۔ بلند شرح پیدائش کے تعین کنندگان اور نتائج۔ شواہد کا خلاصہ۔ صحت کے دیگر جائزے۔ واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک۔

[15] تبدل کی شرح مجموعی شرح پیدائش (فی عورت پیدا ہونے والے بچوں کی اوسط تعداد) کے متعلق ہے جس پر آبادی کی ہجرت کے بغیر ایک نسل دوسری نسل کی جگہ لے لیتی ہے۔ بیشتر ممالک کے لیے یہ شرح تقریباً 2.1 بچہ فی خاتون ہے، تاہم یہ شرح اموات سے مختلف ہوسکتی ہے۔

[16] C. Kenny and G. Yang (2021). Can Africa Help Europe Avoid Its Looming Aging Crisis? Center for Global Development Working Paper 584. Washington D.C.: Center for Global Development; K. Snopkowski, and H. Kaplan (2018). Demographic Transition. In The International Encyclopedia of Anthropology, H. Callan (Ed.).

[17] H.M. Yousif (2001). Fertility Transition: Middle East and North Africa, in the International Encyclopedia of the Social and Behavioral Sciences N. J. Smelser and P. B. Baltes (Ed.)

[18] اقوام متحدہ، ڈپارٹمنٹ آف اکنامک اینڈ سوشل افیئرز (ڈی ای ایس اے)، آبادی ڈویژن (2002ء)۔ شرح پیدائش کی ثانوی سطح کے حامل ممالک میں شرح پیدائش کی سطح اور رجحانات۔ نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے، آبادی ڈویژن: N. Eberstadt and A. Shah (2011). "Fertility Decline in Muslim World: A Veritable Change, still Curiously Unnoticed.", Working Paper Series on Development Policy No. 7. Washington D.C.: The American Enterprise Institute; C. Norville and R. Gomez, and R.L. Brown (2003). "Some Causes of Fertility Rates Movements". IIPR Insurance and Pension Reports 03-02.; L. Lugo, A. Cooperman, E. O'Connell and S. Stencel (2011). The Future of the Global Muslim Population, Projections for 2010-2030, Pew Research Center, Forum on Religion and Public Life.

رہ گئی۔[19] اس کا سبب خاندانی حجم کی ترجیحات کے ارتقا میں بتدریج تبدیلی ہے جس میں شادیوں میں تاخیر اور صحت اور غذائی سائنس میں ست پیش رفت شامل ہیں۔[20] تاہم، 1950ء کی دہائی سے افزائش میں تبدیلی کے عمل میں تیزی آگئی کیونکہ ممالک نے انسانی علم اور ٹیکنالوجی میں ترقی سے فائدہ اٹھایا۔ خصوصاً صحت عامہ اور طبی خدمات، تعلیم کے پھیلاؤ، افرادی قوت میں خواتین کی زیادہ شمولیت کے ترقی یافتہ معیشتوں کے تجربے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں حکومتوں کی جانب سے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کی شروعات بھی افزائش کو تبدیل کرنے میں تیزی لانے کا سبب بنیں۔[21]

## آبادی کے ثمرات کے ذرائع

ملکی آبادی کی ساخت میں تبدیلیوں (آبادی کی منتقلی کے سبب) اور تیز رفتار معاشی نمو کے باہمی روابط ان دو ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں: معاشی ترقی اور انسانی ترقی۔ ان کا اظہار متعدد باہم مربوط طریقوں سے ہوتا ہے جن میں سب سے اہم افرادی قوت کی رسد، بچت اور انسانی سرمائے میں بہتری ہے جو زیادہ پیداواریت پر منتج ہوتی ہے۔

معیشت پر آبادی میں تبدیلی کا سب سے زیادہ براہ راست اثر کارگر عمر کے افراد کی سازگار ساخت کا تخمینی اثر ہے۔ آبادی میں منتقلی سے قبل جب ممالک کی شرح افزائش اور نوجوانوں کی منحصر شرح بلند ہوتی ہے، تب کارگر آبادی اور منحصر آبادی کا تناسب تقریباً ایک ہوتا ہے۔ جب مجموعی شرح افزائش گر کر تبدل کی سطح پر آجاتی ہے تو یہ تناسب بڑھ کر 2.5 کارکن فی منحصر شخص ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر پیداواری کارکن کی سطح ساکن رہے تو کارگر آبادی کے تناسب میں یہ اضافہ فی کس آمدنی میں 43 فیصد اضافے پر منتج ہو سکتا ہے۔[22]

بالفاظ دیگر تخمینی اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش آبادی کی شرح نمو میں اضافے کو سست کر دیتی ہے جو فی کس معاشی پیداوار میں اضافے پر منتج ہوتی ہے، جبکہ تمام چیزیں مساوی رہیں۔ مزید برآں، افرادی قوت میں فی کس اضافہ دو ذرائع سے ہوتا ہے۔ ایک جانب، کسی منحصر آبادی میں زیادہ کارکنوں کی بنا پر افرادی قوت کی فی کس رسد بڑھ جاتی ہے۔ دوسری جانب اگر حالات جوں کے توں رہیں تو گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش سے خواتین کی افرادی قوت میں بلند شمولیت کا موقع ملتا ہے، جس سے افرادی قوت کی رسد اور فی کس پیداوار دونوں بڑھ جاتی ہیں۔[23]

بہت کم عمر اور بہت بزرگ افراد کے مقابلے میں کارگر عمر والے بالغ افراد کی زیادہ آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش اور اس کے نتیجے میں منحصر افراد کے تناسب میں کمی ان دونوں ذرائع سے فی کس بچت کو بڑھا دیتی ہے: بلند فی کس پیداوار اور افرادی قوت کی زیادہ رسد۔

خرد سطح پر، منحصر افراد کی کم تعداد گھرانوں کی بچت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس سے معاشی نمو کے لیے درکار جمع شدہ سرمایہ مہیا ہوتا ہے۔ کلاں سطح پر، بصورت دیگر بڑھتی ہوئی آبادی کی اعانت کے لیے درکار سرکاری اخراجات کو مادی اور انسانی سرمائے دونوں میں مفید سرمایہ کاری کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے، جس سے آمدنی اور بچت دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں، طویل العمری سے منحصر افراد کی تعداد میں کمی کے نتیجے میں بڑے، بہتر آمدنی کے حامل گروپ کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ

[19] ایس سی واٹ کنز (1987ء)۔ "آبادی کی تبدیلی: یورپ اور تیسری دنیا کا تقابل۔" سوشیولوجیکل فورم، اسپیشل ایشو: Demography as an Interdiscipline Vol. 2, No. 4, pp. 645-673.

[20] ایف ولکنز (2014ء)۔ یورپ اور دنیا میں آبادی میں تبدیلیاں۔ MPIDR WORKING PAPER WP 2014-004. Rostock, Germany: Max Planck Institute for Demographic Research

[21] Bongaarts and S. C. Watkins (1996). Social Interactions and Contemporary Fertility Transitions. Population and Development Review, Vol. 22, No. 4, pp. 639-682; S. C. Watkins (1987). "The Fertility Transition: Europe and the Third World Compared." Sociological Forum, Special Issue: Demography as an Interdiscipline Vol. 2, No. 4, pp. 645-673.; Asian Development Bank (2019). Asian Economic Integration Report 2019/2020. Demographic Change, Productivity, and The Role of Technology. Manila, Philippines: ADB

[22] D. Canning, R. Sangeeta, and Abdo S. Yazbeck (2015). Africa's Demographic Transition: Dividend or Disaster?Africa Development Forum. Washington, DC: World Bank

[23] D. Bloom and J. Williamson (1998). Demographic Transitions and Economic Miracles in Emerging Asia, the World Bank Economic Review, Working Paper 77274, Vol. 12. No. 3, pp. 419-455. Washington D.C.: World Bank

کی عمر کے بعد اپنی دیکھ بھال کے لیے بچت میں اضافہ کریں۔[24] اگر اس بچت کو ایک منظم باضابطہ مالی شعبے کے ذریعے استعمال میں لایا جائے تو اس سے بلند سرمایہ کاری کے نتیجے میں زیادہ پیداواری فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

وقت گذرنے کے ساتھ کسی ملک کی مجموعی شرحِ افزائش میں کمی سے تعلیم، خاندان، ریٹائرمنٹ، خواتین کے کردار، اور ملازمت کے متعلق گھرانوں اور افراد کے رویے انسانی سرمائے میں وسیع تر بہتری کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً، متوقع عمر میں اضافے کے باعث والدین ممکنہ طور پر اپنے بچوں کو زیادہ اعلیٰ سطح کی تعلیم دینے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسی طرح، بلند متوقع عمر طویل مدت تک تربیتی پروگراموں کی طلب بڑھانے میں کردار ادا کرتی ہے۔ ایسے ہی کم صحت مند طلبہ کے مقابلے میں بچوں کی صحت اور غذائیت میں گھرانوں اور قومی سطح دونوں پر سرمایہ کاریاں اسکولوں میں وسیع تر تعلیمی بصیرت کی ترقی پر منتج ہوتی ہیں۔ افرادی قوت کے زیادہ پیداواری ہونے سے بلند آمدنیوں اور بچت کو فروغ ملتا ہے۔[25]

تاہم، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، ضروری نہیں ہے کہ کارگر آبادی کی سازگار ساخت سے آبادی کے ثمرات کے امکانات سے مکمل استفادہ کیا جاسکے؛ یہ صرف آبادی کے ثمرات کے تخمینی اثر پر منتج ہوتا ہے۔ باقی ثمرات کو درست پالیسیوں اور آبادی کی فلاح و بہبود، خاندانی منصوبہ بندی، صحت اور تعلیم میں سرمایہ کاریوں سے اخذ کیا جاتا ہے، جو پیداواریت اور معاشی نمو، اچھے نظم و نسق، مسابقتی منڈیوں کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ بیرونی تجارت میں تیزی، بچت و سرمایہ کاری کے مناسب طریقوں اور کام کرنے کے قابل آبادی کو جذب کرنے کے لیے خاطر خواہ معاشی نمو جیسے معاشی ذرائع اور عوامل بھی اس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سازگار ماحول کی کامیابی سے تخلیق ہوتی ہے جس سے عمر کی سازگار ساخت سے پیدا ہونے والے آبادی کے ممکنہ بلند ثمرات سے استفادے میں مدد ملتی ہے۔[26]

اس بحث سے پاکستان کے تناظر میں دو اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا پاکستان میں عمر کی سازگار ساخت موجود ہے جو آبادی کے ثمرات کے مواقع پیش کرتی ہو؟ اور کیا اس کے پاس ایسا سازگار ماحول موجود ہے جو آبادی میں نوجوانوں کے بڑے گروہ سے ثمرات کے حصول میں معاون ثابت ہو؟ اس باب میں ان دونوں تصورات پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے یہ نتائج سامنے آئے ہیں۔ مختلف تخمینوں کی بنیاد پر یہ بات کہ آیا پاکستان کی آبادی کے ثمرات سمیٹنے کی مدت شروع ہوئی ہے یا نہیں، علمی سطح پر اتفاق رائے نہیں پایا جاتا۔ لیکن اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں کہ اگر پاکستان آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونا چاہتا ہے تو پاکستان کو اپنی مجموعی شرح افزائش میں خاصی کمی لانا ہوگی۔ ان ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ ملکی افرادی قوت کی پیداواریت مسابقتی معیشتوں سے تجاوز کر جائے یا ان کی سطح تک پہنچ جائے۔ آخراً، آبادی کے ثمرات سے فائدہ اٹھانے کے لیے سازگار ماحول تخلیق کرنے کی ضرورت ہے، خصوصاً بچت میں اصلاحات اور نوجوانوں اور خواتین کے لیے کام کے مواقع پیدا کرکے۔

اس بات کا ادراک کرتے ہوئے کہ آبادی کی تبدیلی تخلیق کرنے اور آبادی کے ثمرات سمیٹنے میں اعانت کرنے والے عوامل ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور آپس میں مربوط ہوتے ہیں (**شکل 7.2**)، بقیہ باب کو درج ذیل انداز میں منظم کیا گیا۔ اگلے سیکشن میں پاکستان میں آبادی کی ساخت کی کیفیت اور اس کے عوامل کو جانچا گیا ہے۔ تیسرے سیکشن میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ زچہ و بچہ کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی آبادی کے ثمرات کے لیے مواقع تخلیق کرتی ہے، اور پاکستان میں اس کی صورت حال کیا ہے۔ چوتھے سیکشن میں تعلیم کے کردار پر بات کی گئی ہے، جبکہ اس سے اگلے سیکشن میں صحت اور غذائیت کے حصے پر بات کی گئی۔ چھٹے سیکشن میں آبادی کے ثمرات سمیٹنے کے لیے درکار سازگار معاشی ماحول کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ آخری سیکشن میں پالیسی غور و خوض کے لیے اہم سفارشات کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

---

[24] A. Mason, R. Lee, J. X. Jiang (2016). "Demographic Dividends, Human Capital, and Saving." J Econ Ageing 106-122; R. Lee, A. Mason and T. Miller (2003). "Saving, Wealth and the Transition from Transfers to Individual Responsibility: The Cases of Taiwan and the United States," Scandinavian Journal of Economics, Wiley Blackwell, vol. 105(3), pages 339-358.

[25] ڈی ای بلوم، ڈی کیننگ اینڈ جے سویلا (2003ء)۔ آبادی کے ثمرات: آبادی میں تبدیلی کے معاشی مضمرات کا ایک نیا تناظر۔ آبادی اہمیت رکھتی ہے، رینڈ پروگرام آف پالیسی ریلیوینٹ ریسرچ کمیونی کیشن۔ کیلی فورنیا: رینڈ کارپوریشن۔

[26] کے پیٹرینو، ایس گیتھ، اور ای ایل میڈسن (2019ء)۔ کون سی پالیسیاں آبادی کے ثمرات کو فروغ دیتی ہیں؟ شواہد پر مبنی جائزہ۔ پاپولیشن ریفرنس بیورو (پی آر بی) پروجیکٹ پی اے سی ای: پالیسی تائید، اور مواصلات برائے آبادی اور تولیدی صحت۔ واشنگٹن: پی آر بی۔

شکل 7.2: آبادی کی منتقلی سے آبادی کے ثمرات تک - اہم محرکات اور عوامل کا ایک علامتی خاکہ

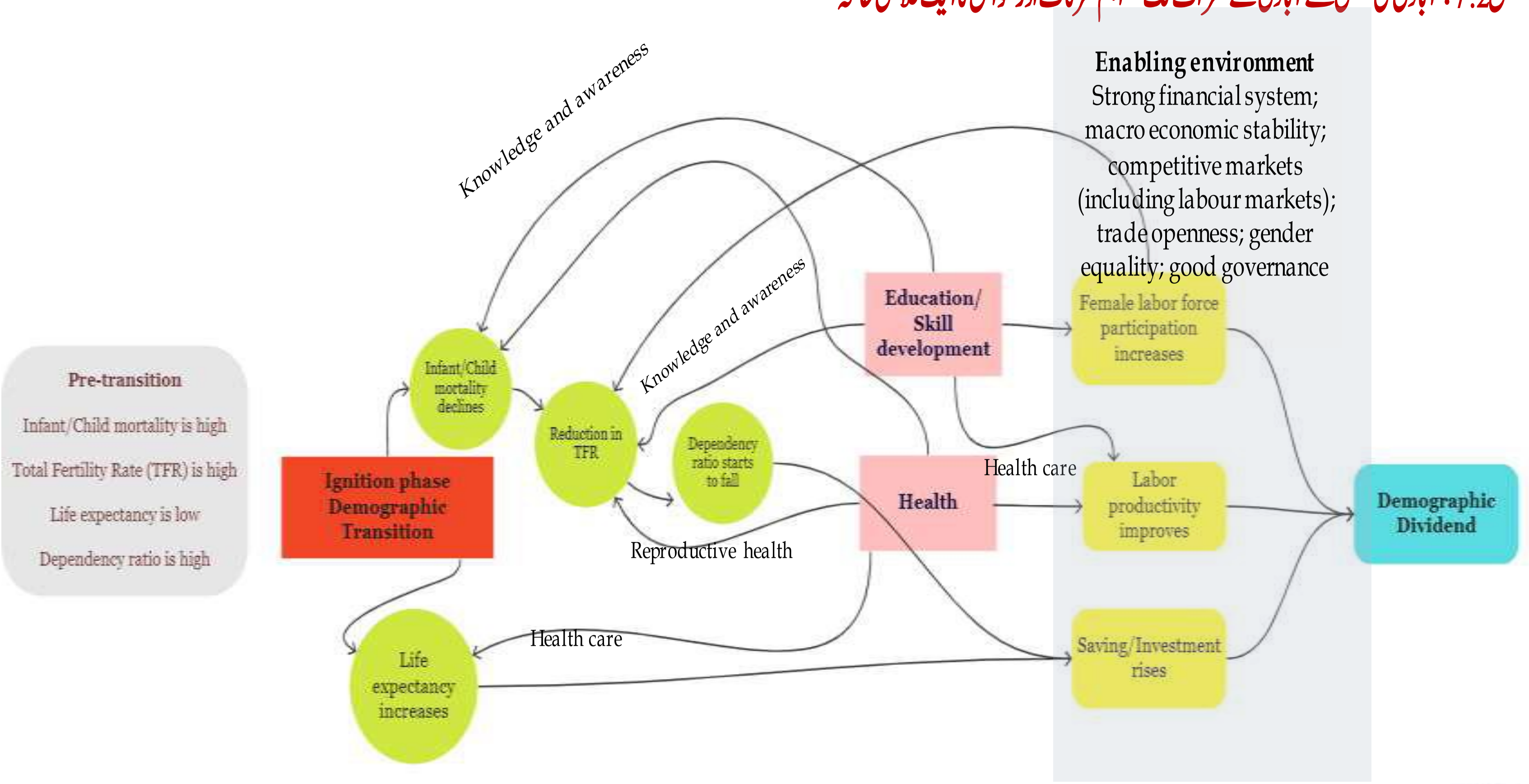


Note: Education and health are the primary factors that create and harness the demographic dividend.

Source: SBP, based on various studies cited in this special chapter particularly (a) D.E. Bloom and J.G. Williamson (1998). Demographic transitions and economic miracles in emerging Asia. World Bank Economic Review, 12, 419–455; (b) J. Crespo Cuaresma, W. Lutz, and W. Sanderson (2014). Is the demographic dividend an education dividend?. Demography, 51(1), 299-315.

## 7.2 پاکستان میں آبادی کی ساخت

کسی بھی ملک کی آبادی کی نمو کا انحصار اس کی شرح پیدائش، شرحِ اموات، اور خالص نقل مکانی (آمد اور رفت) پر ہوتا ہے۔ نقل مکانی کا عنصر پاکستان کی آبادی بڑھانے میں کارفرما نہیں ہے کیونکہ 1975ء سے 2021ء تک ملک سے مجموعی طور پر 16.5 ملین افراد نے خالص نقل مکانی کی۔[27] چنانچہ آبادی کی نمو قدرتی اضافے کی بلند شرح سے ہوئی ہے، یہاں قدرتی اضافے کا مطلب پیدا ہونے اور مرنے والوں کی تعداد میں فرق ہے۔[28]

گذشتہ برسوں کے دوران صحتِ عامہ کی مجموعی ترقی اور معیارِ زندگی بہتر ہونے کی بنا پر پاکستان کی شرح اموات گری ہے تاہم شرح پیدائش میں کمی کی رفتار سست رہی ہے (**شکل 7.3**)۔[29] چنانچہ دوسروں پر انحصار کرنے والی، یعنی منحصر آبادی بڑھی ہے خواہ وہ بچوں کی صورت میں ہو (14 سال عمر تک) یا بزرگوں کی صورت میں (65 سال سے زائد عمر)۔ اس بنا پر منحصر آبادی کے معاملے میں پاکستان دنیا کے گنجان ترین ملکوں میں نائیجیریا کے بعد بلند ترین شرح رکھتا ہے (**شکل 7.4**)۔

اگرچہ پاکستان کی منحصر آبادی کی شرح کم ہوئی ہے، 1980ء میں یہ 86.9 فیصد تھی جو 2021ء میں 70.0 فیصد تک آگئی ہے تاہم کمی کی یہ رفتار عالمی اوسط سے، اور جنوبی ایشیا میں پاکستان کے ہمسر ملکوں کے مقابلے میں سست ہے (**شکل 7.5**)۔[30] کمی کی یہ رفتار بھی گذشتہ 20 سال کے دوران سست پڑی ہے۔ اس کے برعکس بنگلہ دیش میں، جہاں منحصر آبادی کی شرح 1980ء میں پاکستان سے زائد تھی، تیز رفتاری سے گری ہے اور اب یہ شرح عالمی اوسط سے بھی کم ہو چکی ہے۔

**شکل 7.3: پاکستان کی شرح پیدائش اور شرحِ اموات**

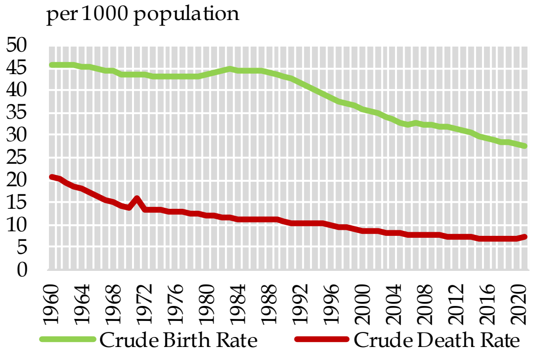


Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

پاکستان میں عمر کے لحاظ سے ساخت کے بغور جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چھ عشروں کے دوران عمر کے تمام گروپوں میں آبادی بڑھی ہے، اور بلند ترین اضافہ 14 سال تک عمر والے گروپ میں ہوا ہے (**شکل 7.6**)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑھتی ہوئی کارگر آبادی سے ملنے والے معاشی فوائد اس لیے زائل ہو رہے ہیں کہ 14 سال تک عمر والی منحصر آبادی کی بڑی تعداد ہے۔ اس نوجوان منحصر آبادی کا بیشتر حصہ امیر ترین جزو کے مقابلے میں غریب ترین جزو میں ہے۔ یعنی کارگر آبادی کے سازگار ڈھانچے سے ممکنہ

**شکل 7.4: 2021ء میں دس گنجان ترین ملکوں کی آبادی کی ساخت**

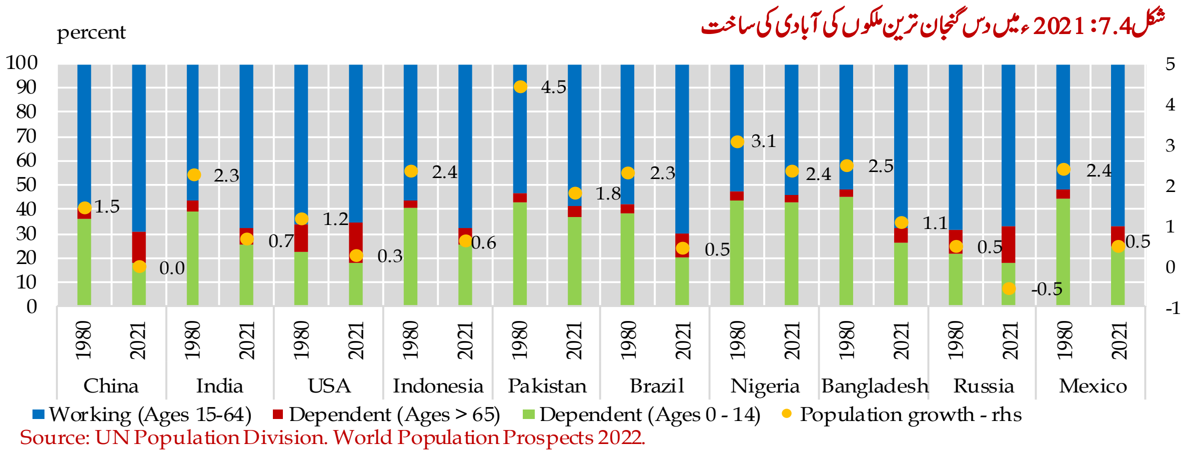


Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022.

[27] یہ تعداد 1975ء سے 2021ء تک سالانہ خالص نقل مکانی کے اعداد و شمار سے اخذ کی گئی ہے۔ ماخذ: عالمی آبادی کے امکانات: 2022ء۔

[28] شرح اموات سے مراد فی ہزار اموات کی تعداد ہے جبکہ شرح تولید فی ہزار افراد نوزائیدہ بچوں کی تعداد ہے۔ شرح افزائش شرح تولید سے مختلف ہے۔ شرح افزائش میں فی خاتون پیدائش کی تعداد معلوم کی جاتی ہے۔

[29] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). *Capturing the Demographic Dividend in Pakistan*. Islamabad: Population Council

[30] منحصر آبادی کی شرح معلوم کرنے کے لیے نوزائیدہ بچوں تا 14 سالہ بچوں اور 65 سال سے زائد عمر افراد کی مجموعی تعداد کو 15 سالہ تا 64 سالہ افراد کی تعداد سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شکل 7.5: معمر مختصر آبادی کا تناسب

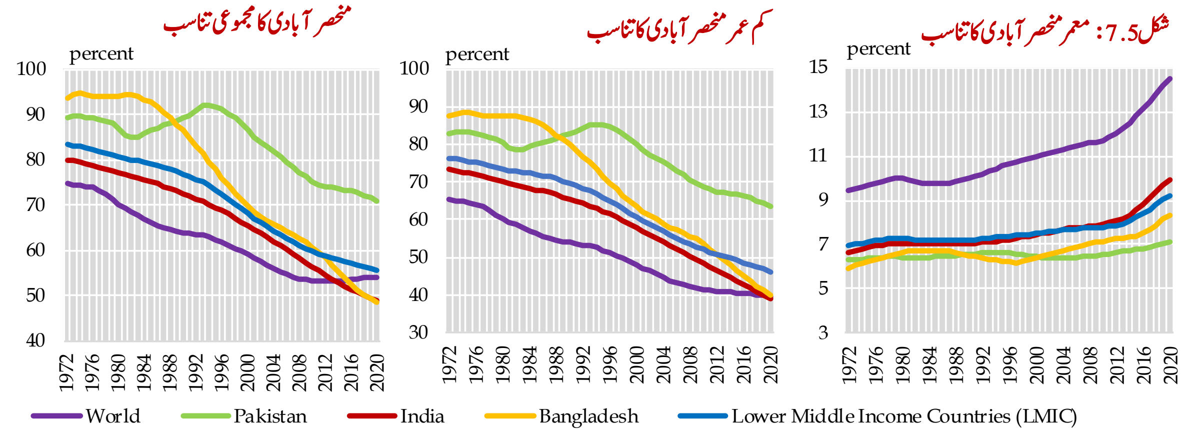


Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

فائدہ اٹھانے کے معاملے میں امیر آبادی کو غریب آبادی پر فوقیت حاصل ہے جس سے آمدنی میں عدم مساوات مزید بڑھے گی (شکل 7.7)۔

میسن (2005ء) کے مطابق جب کارگر آبادی کی شرحِ نمو اور مجموعی آبادی کی شرحِ نمو میں فرق مثبت ہو، یعنی اوّل الذکر کی شرحِ نمو مؤخر الذکر کی شرحِ نمو سے بڑھ جائے تو ترقی کا دروازہ کھلتا ہے، کیونکہ مجموعی شرحِ افزائش میں کمی کا نتیجہ 14 سال تک عمر کے گروپ کی کم آبادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

## پاکستان میں آبادی کی صورتِ حال

آبادی کی صورتِ حال جاننے کے (سال کی تعداد کے لحاظ سے) دو بنیادی طریقے ہیں جو دراصل ایک موقع بھی فراہم کرتے ہیں جس کے دوران کسی ملک کے فوائد جمع ہوسکتے ہیں۔

شکل 7.6: پاکستان میں عمر کی ساخت کی صورتِ حال

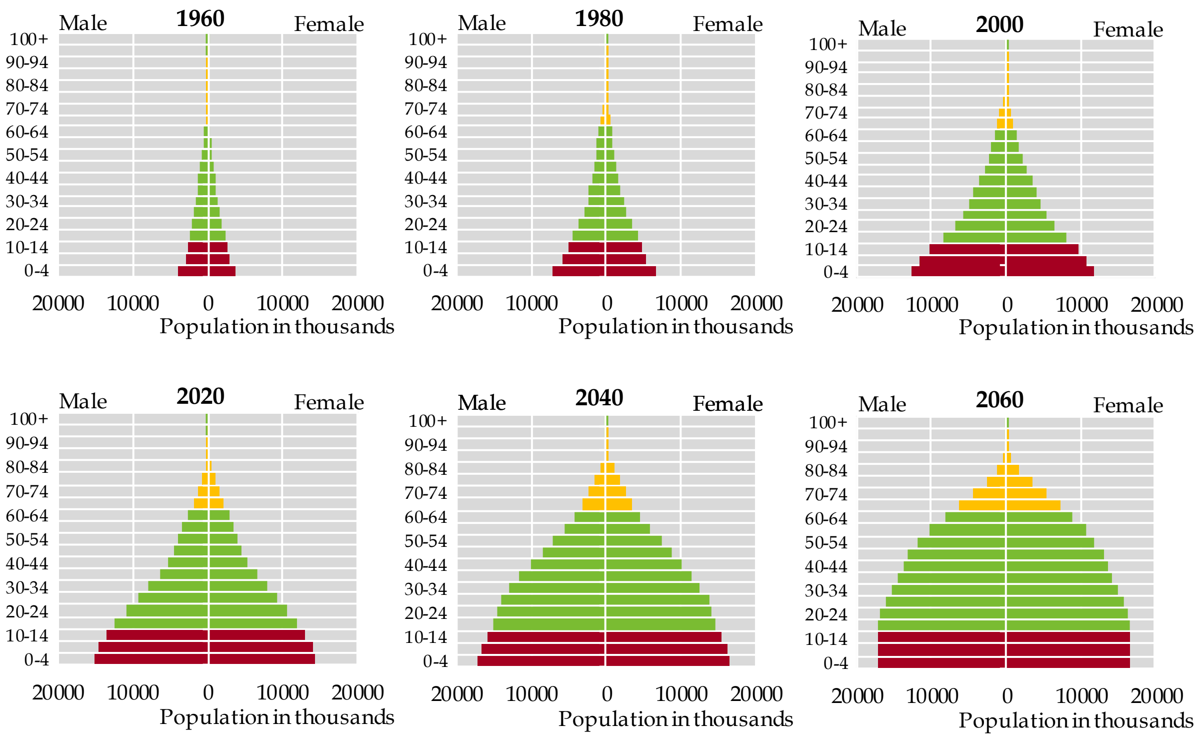


Note: Population for 2040 and 2060 are based on medium variant projections by United Nations.
Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

چنانچہ جب کارگر آبادی کی شرحِ نمو اور مجموعی آبادی کی شرحِ نمو میں فرق منفی ہو تو منحصر معمر آبادی بڑھ جاتی ہے اور ترقی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔[31]

دوسرا طریقہ، جسے اقوامِ متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن نے اپنایا ہے، یہ ہے کہ کارگر آبادی کے تناسب پر انحصار کیا جائے۔ اس طریقے کے مطابق آبادی سے استفادے کا دروازہ اس وقت کھلتا ہے جب 14 سال عمر تک کی آبادی کا تناسب 30 فیصد سے کم ہو، اور معمر (65 سال اور اس سے زائد کے) شہریوں کا تناسب 15 فیصد سے کم رہے۔[32] 2015ء میں ہر وہ ملک جو مواقع فراہم کرنے کی اس سازگار سطح پر پہنچ چکا تھا، وہاں فی عورت تین یا اس سے کم بچے کی شرحِ افزائش تھی۔[33] یہ موقع اس وقت ختم ہو گیا جب 14 سال تک عمر والی

**شکل 7.7: پاکستان میں دولت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے آبادی**

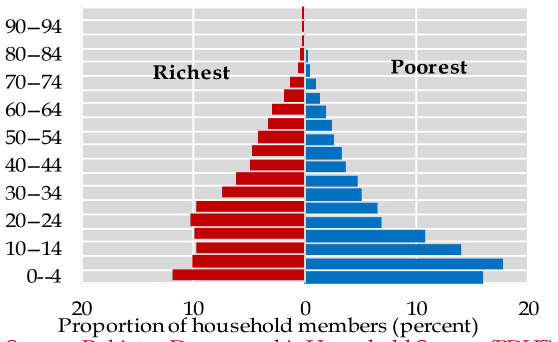


Source: Pakistan Demographic Household Survey (PDHS) 2017-18

آبادی کے تناسب میں کمی کو معمر (65 سال سے زائد) آبادی میں اضافے نے 15 فیصد سے بڑھ کر زائل کر دیا۔

**شکل 7.8 (الف): افزائش کے مختلف متغیرات کے لحاظ سے آبادی کے ثمرات (میسن کا طریقہ)**

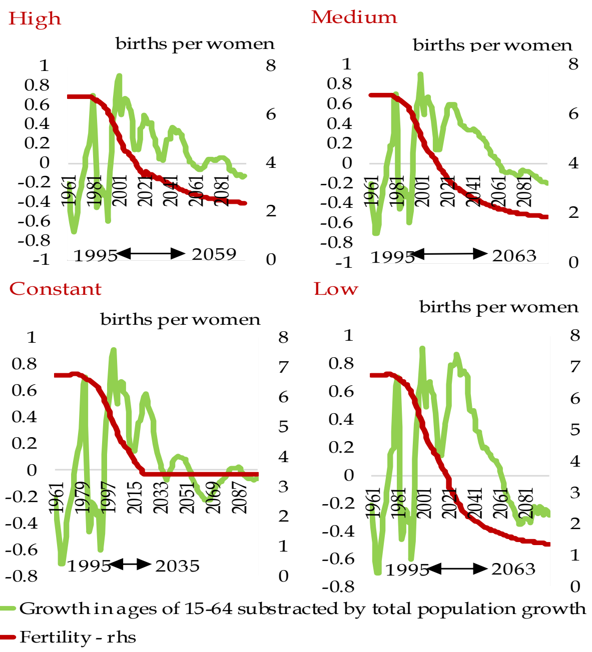


**شکل 7.8 (ب): افزائش کے مختلف متغیرات کے لحاظ سے آبادی کے ثمرات (اقوامِ متحدہ کا طریقہ)**

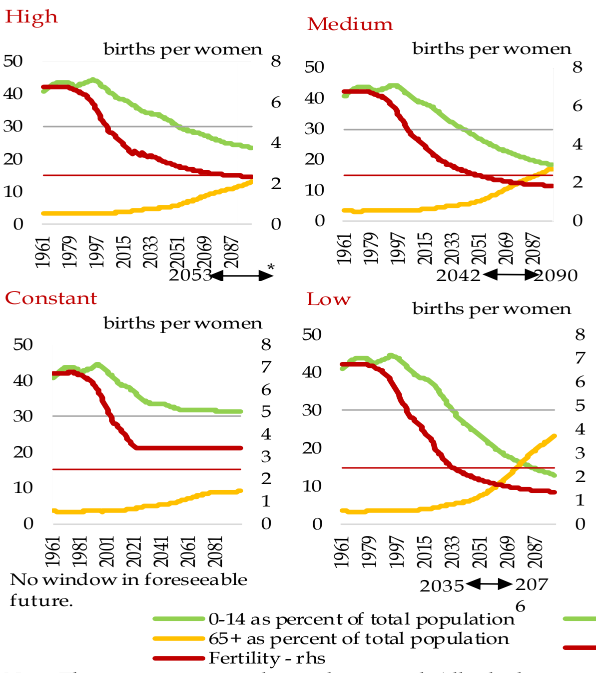


Note: The arrow represents the window period. All calculations are based on different fertility variations reported by the United Nations.
* In the high fertility scenario, the end of demographic window may extend beyond year 2100; however, population projections by UN beyond 2100 are currently not available.
Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022.

[31] A. Mason (2005). "Demographic Transition and Demographic Dividends in Developed and Developing Countries." *United Nations Expert Group Meeting on Social and Economic Implications of Changing Population Age Structure.* Population Division, Department of Economic and Social Affairs United Nations Secretariat. Mexico City.

[32] United Nations Population Division (2004). *World Population to 2300.* New York: United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division

[33] United Nations Population Division (2017). *World Population Prospects.* New York: United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division

میسن کے طریقے کے مطابق پاکستان میں آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ 1995ء میں کھلا اور اقوامِ متحدہ کی اُس پیش گوئی کے تحت جس میں ریاضی کے مروجہ طریقوں سے شرحِ افزائش میں کمی کا تخمینہ لگایا جاتا ہے، یہ دروازہ 2063ء میں بند ہو گا (دیکھیے **باکس 7.1**)۔ تاہم اگر پاکستان کی شرحِ افزائش موجودہ سطح پر برقرار رہی تو تخمینے کے تحت آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ 2035ء میں بند ہو جائے گا (**شکل 7.8 الف**)۔

اس کے برعکس اقوامِ متحدہ کے طریقے کے مطابق آبادی سے فائدہ اٹھانے کا پاکستان کے لیے دروازہ ابھی نہیں کھلا ہے، تخمینے کے مطابق یہ دروازہ 2042ء میں کھلے گا بشرطیکہ پاکستان شرحِ افزائش میں کمی کے درمیانی متغیرہ کی پیروی کرے، یا 2035ء میں کھلے گا بشرطیکہ شرحِ افزائش میں کمی کا سلسلہ پست بارور (fertility) متغیرہ پر توقع سے زیادہ تیزی سے گرے۔ اقوامِ متحدہ کے طریقے کے مطابق اگر شرحِ افزائش موجودہ سطحوں پر برقرار رہتی ہے تو آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں نہ کھلے (**شکل 7.8 ب**)۔

اگرچہ ماہرینِ آبادیات کامیابی کا دروازہ کھلنے کا تخمینہ لگانے میں میسن اور اقوامِ متحدہ دونوں ہی کے طریقے استعمال کرتے ہیں، ان میں یہ بات مشترک ہے کہ پاکستان کو اپنی شرحِ افزائش میں تیزی سے کمی لانے کی ضرورت ہے۔[34]

**باکس 7.1: اقوامِ متحدہ کی جانب سے افزائش کے منظر نامے کی پیش گوئی**

آبادیاتی مواقع کا تخمینہ لگانے کی بنیاد دراصل "ورلڈ پاپولیشن پراسپیکٹس 2022" (اقوامِ متحدہ کی جانب سے آبادی کے سرکاری تخمینوں) میں بیان کردہ آبادی کے مختلف منظر نامے ہیں، جس کی بیس لائن کو اوسط متغیرہ کہا جاتا ہے۔ اوسط منظر نامہ افزائش، شرح اموات، اور دیگر متعلقہ عوامل کے سابقہ رجحانات سے بنتا ہے، جبکہ اسی طرح کے حالات میں دوسرے ممالک کے پچھلے تجربے کی بنیاد پر مستقبل میں ہونے والی تبدیلیوں کے حوالے سے غیر یقینی صورت حال کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ اوسط منظر نامے کا تخمینہ وقت کے ساتھ تبدیلیوں میں آنے والے تغیر کے امکانی ماڈل کو استعمال کرتا ہے اور اخذ کردہ ہر ڈیموگرافک جزو کے کئی ہزار الگ الگ طریقوں (trajectory) کی اوسط کے مطابق ہوتا ہے۔

اس کے بعد افزائش کے مختلف منظر ناموں کے تخمینے لگائے جاتے ہیں جو صرف افزائش کی سطح کے حوالے سے مختلف ہوتے ہیں، جبکہ دیگر تمام عوامل مثلاً پیدائش کے وقت صنفی تناسب، شرح اموات اور بین الاقوامی نقل مکانی کے مفروضے یکساں رہتے ہیں۔ بلند منظر نامے میں، مجموعی افزائش کے افزائش کی اس سطح تک پہنچنے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے جو اوسط منظر نامے میں مجموعی افزائش سے 0.5 پیدائش زیادہ ہے۔ پست منظر نامے میں، اوسط منظر نامے کی مجموعی افزائش سے 0.5 پیدائش کم رہنے کی پیش گوئی ہے۔ مستقل افزائش کے منظر نامے میں، مجموعی افزائش 2022ء کے تخمینہ کی سطح پر برقرار رہے۔

ماخذ: اقوامِ متحدہ (www.population.un.org/wpp/DefinitionOfProjectionScenarios

## 7.3 بچّے کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی

آبادی سے فائدہ اٹھانے اور نتیجتاً معاشی ترقی پر اس کا اثر بڑھانے کی غرض سے افزائش کی تبدیلی کو کامیابی کے ساتھ برقرار رکھنے کے لیے دو انتہائی اہم عوامل درکار ہوتے ہیں۔ یہ عوامل بچے کی صحت میں بہتری اور خاندانی منصوبہ بندی ہیں۔[35] اس کے علاوہ بچّوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم پر سرمایہ کاری اور اس میں بہتری لانے سے خاندانی منصوبہ بندی کو مدد ملتی ہے،[36] جو معاشی سرمایہ کاری ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے کی موثر پالیسیاں اور خاندانی منصوبہ بندی شرحِ افزائش میں کمی لانے میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے والے اہم عوامل ہیں،[37] اور شرحِ افزائش میں ضروری کمی لائے بغیر کارگر عمر کے

---

[34] مثال کے طور پر میسن کا طریقہ "D. Nayab (2006). *Demographic Dividend or Demographic Threat in Pakistan*. PIDE Working Papers 2006:10. Islamabad: PIDE" میں اپنایا گیا ہے، جبکہ ترقی کا دروازہ کھلنے کا تخمینہ لگانے میں "L. Crombach and J. Smith (2022). "The Demographic Window of Opportunity and Economic Growth at Sub-National Level in 91 Developing Countries." نے بھی یہی طریقہ استعمال کیا ہے۔ دوسری طرف "The Demographic Window of Opportunity and Economic Growth at Sub-National Level in 91 Developing Countries." *Social Indicators Research* volume 161, pages 171–189" میں اقوام متحدہ کا طریقہ استعمال ہوا ہے۔

[35] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change*. Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[36] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). Capturing the Demographic Dividend in Pakistan. Islamabad: Population Council

[37] J. Bongaarts, W. P. Mauldin and J. F. Phillips (1990). "The Demographic Impact of Family Planning Programs." *Studies in Family Planning*, Vol. 21, No.6, pp. 299-310

ڈھانچے میں وہ سازگار تبدیلی واقع نہیں ہوتی جو آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ کھولے اور اس کا دورانیہ بڑھائے۔

## بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی

جب بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی آتی ہے تب شرحِ افزائش بھی تبدیل ہونا شروع ہوتی ہے۔ بہ الفاظِ دیگر بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات پست ہونا ان اہم اقدامات میں سے ایک ہے جو آبادی میں تبدیلی کو مہمیز دیتے ہیں۔[38] تبدیلی کے آغاز میں نومولودوں کی پست شرحِ اموات اور بلند شرحِ افزائش کے نتیجے میں آبادی تیزی سے بڑھتی ہے۔ تاہم جب بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی مستحکم ہونے لگتی ہے تو اس سے بچّے کی بقا کو یقینی بنا کر موثر خاندانی منصوبہ بندی کا موقع ملتا ہے۔ یہ امر پست شرحِ افزائش پر منتج ہوتا ہے کیونکہ اب خاندان کے افراد کی مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کے لیے بچّوں کی کم تعداد درکار ہوتی ہے۔[39] اس کے نتیجے میں ماں کی صحت بہتر ہوتی ہے جو بچّے کی صحت مزید بہتر بنانے میں مددگار بنتی ہے، چنانچہ یہ مفید دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔

**شکل 7.9: پاکستان میں بچوں کی صحت کی صورتِ حال**

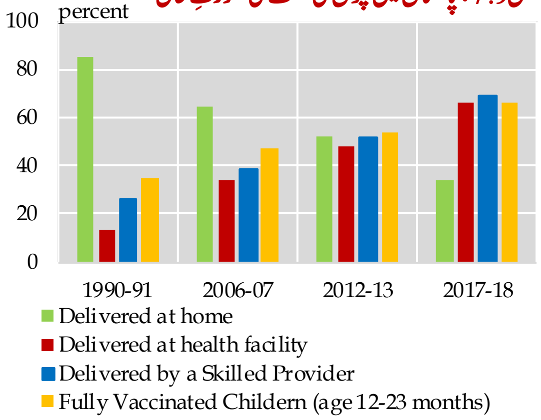


Source: Pakistan Demographic and Health Survey

چونکہ نومولودوں اور بچّوں کی صحت اس پورے عمل کا لازمی حصہ ہے، اس لیے مطلوبہ فوائد پانے کے لیے نومولودوں کی طبّی دیکھ بھال بہتر بنانے پر سرمایہ کاری ایک ضروری عامل ہے۔[40] اس کے علاوہ تعلیم، صحت اور روزگار میں صنفی مساوات میں کمی لا کر بھی بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی لائی جا سکتی ہے، کیونکہ صنفی عدم مساوات اور بچّوں کی شرحِ اموات میں باہم مثبت تعلق ہے۔[41]

اس شعبے میں پاکستان نے خاصی پیش رفت کی ہے، اور یہ دونوں اظہاریے 1950ء کے بعد سے مسلسل گرے ہیں۔ 1990ء میں فی ہزار زندہ پیدائشوں میں سے 108 اموات ہوئی تھیں جو 2021ء میں کم ہو کر 52 اموات رہ گئی ہیں۔ یہی پہلو 5 سال سے کم عمر بچّوں کی شرحِ اموات میں دیکھا گیا ہے جو 1990ء میں فی ہزار 140 اموات تھیں اور 2021ء میں گر کر 63 اموات رہ گئیں۔[42]

یہ بہتری پاکستان میں ماؤں اور بچّوں کی دیکھ بھال میں مجموعی طور پر بہتری آنے کی وجہ سے ہوئی (**شکل 7.9**)۔ مثال کے طور پر مجموعی پیدائش کو سامنے رکھ کر صحتِ عامہ کے کسی ادارے میں زچگی کی شرح 1991ء میں 13 فیصد تھی جو 2018ء میں بہتر ہو کر 66 فیصد تک چلی گئی۔ یہ بات اس لحاظ سے اہم ہے کہ جو بچّے صحتِ عامہ کے کسی ادارے میں پیدا نہیں ہوتے ان کے نوزائیدگی کی حالت میں (یعنی ولادت کے پہلے 28 دن میں) مرنے کا امکان 1.85 گنا زائد ہوتا ہے۔[43] بچّوں کی اموات کا خطرہ کم ہونے سے وابستہ ایک

---

[38] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change.* Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[39] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). *Capturing the Demographic Dividend in Pakistan.* Islamabad: Population Council

[40] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change.* Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[41] E.M. Brinda, A. P. Rajkumar, and U. Enemark (2015). "Association between Gender Inequality Index and Child Mortality Rates: A Cross-national Study of 138 Countries." *BMC Public Health* 15, 97.

[42] United Nations Population Division. World Population Prospects 202242

[43] J Ajaari, H. Masanja, R. Weiner, S. A. Abokyi, and S. Owusu-Agyei (2012). "Impact of Place of Delivery on Neonatal Mortality in Rural Tanzania." *International Journal of Maternal and Child Health and AIDS.* 2012;1(1):49-59.

اور اظہاریہ بچّوں کی بنیادی ویکسی نیشن کی تکمیل ہے۔[44] پاکستان نے اس معاملے میں بھی پیش رفت کی ہے، اور 12 تا 23 ماہ عمر کے بچوں کی ویکسی نیشن 1990ء کے مقابلے میں آج دُگنی سے زائد بڑھ چکی ہے۔[45]

اگرچہ ان اقدامات سے نومولودوں اور بچّوں کی شرحِ اموات کم کرنے میں مدد ملی ہے، خاص طور پر ابتدائی عرصے میں یعنی 1950ء تا 1970ء، تاہم پاکستان علاقائی اور عالمی اوسط کے مقابلے میں ابھی پیچھے ہے (**شکل 7.10**)۔ پاکستان متوسط آمدنی میں پست درجے والے ملکوں میں شامل ہے، جبکہ اس کے نومولودوں میں شرحِ اموات نسبتاً زیادہ ہے۔[46] پاکستان نے جنوبی ایشیا کے اپنے ہمسر ملکوں کے مقابلے میں بھی سست پیش قدمی کی ہے۔[47]

پاکستان میں بچّوں کی بلند شرحِ اموات کی ایک وجہ یہ ہے کہ افزائش کے حوالے سے معاشرے میں بلند خطرے والے رویّے موجود ہیں، چنانچہ یہ رویّے بچّوں کی موت کے امکانات بڑھا دیتے ہیں۔ بلند خطرے والی تین بنیادی صورتیں یہ ہیں: ماں کی عمر، اگر یہ 18 سال سے کم اور 34 سال سے زائد ہو؛ دو بچّوں کی پیدائش میں درمیانی وقفہ دو سال سے کم ہو؛ اور پیدائش میں بچّے کا نمبر، یعنی اگر کسی ماں کے پہلے ہی تین یا اس سے زائد بچّے ہیں تو اگلے بچّوں کے مرنے کے خطرات نسبتاً زیادہ ہوں گے۔ مجموعی طور پر یہ خطرات ایسے ہیں جن سے گریز کیا جانا ممکن ہے۔ پاکستان میں 56 فیصد ولادتیں بلند خطرے والے کسی نہ کسی زمرے میں ہوتی ہیں[48] جو کہ بنگلہ دیش کی اوسط 32.6 فیصد اور بھارت کی 31.3 فیصد سے کہیں زیادہ ہیں۔[49]

ان تین ذیلی زمروں میں سے 19.3 فیصد ولادتیں اموات کے بلند خطرے سے اس لیے دوچار ہوتی ہیں کہ اس ماں کے اس سے پہلے کئی بچّے پیدا ہو چکے ہوتے ہیں (**شکل 7.11**)، جس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں بھرا پُرا خاندان پسند کیا جاتا ہے۔ پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے (پی ڈی ایچ ایس) (2017-2018ء) کے مطابق پاکستان میں مرد (بلحاظ اوسط) یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے 4.3 بچّے ہوں جبکہ خواتین کی پسند 3.9 بچّے ہوتے ہیں۔ بچّوں

**شکل 7.10: بچّوں کی شرحِ اموات**

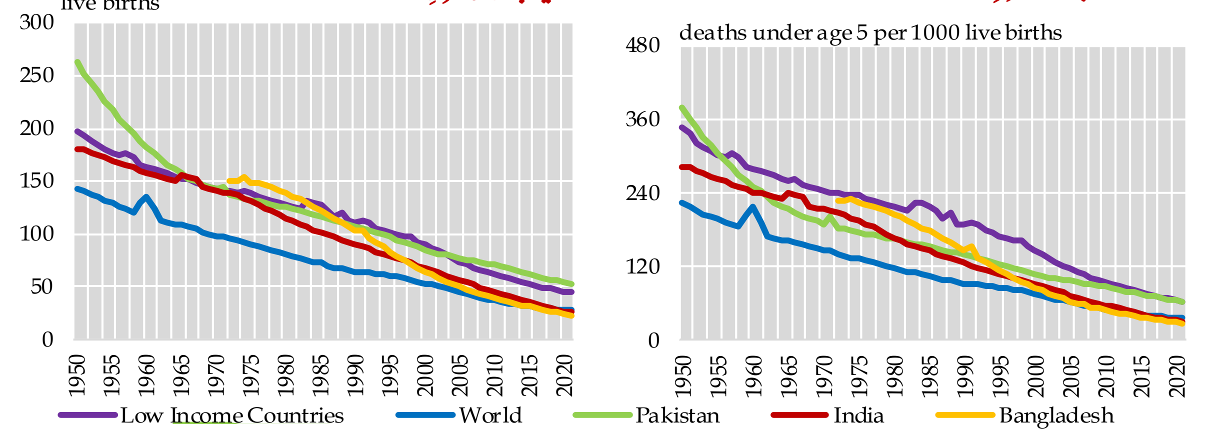


Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

[44] M. E. McGovern and D. Canning (2015). "Vaccination and all-cause child mortality from 1985 to 2011: Global evidence from the Demographic and Health Surveys." *American Journal of Epidemiology Vol.* 182,9 (2015): 791-8.

[45] 12 سے 23 ماہ کے بچّوں کے لیے بنیادی ویکسین میں یہ چیزیں شامل ہیں: بی سی جی، خنّاق-ہیپاٹائٹس بی-ایچ آئی بی کی تین خوراکیں، پولیو ویکسین قطروں کی چار خوراکیں، غیر فعال (inactivated) پولیو ویکسین کی ایک خوراک، نمونیا ویکسین کی تین خوراکیں، اور خسرہ کی ایک خوراک۔ (ماخذ: پی ڈی ایچ ایس 18-2017ء)

[46] آمدنی کے تمام گروپ عالمی بینک کی تشریح کے مطابق ہیں۔ www.datahelpdesk.worldbank.org/knowledgebase/articles/906519-world-bank-country-and-lending-groups (یکم جون 2022ء کو دیکھی گئی)

[47] اقوامِ متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء۔

[48] National Institute of Population Studies (2019). *Pakistan Demographic and Health Survey (2017-18)*. Islamabad: NIPS

[49] National Institute of Population Research and Training (2020). *Demographic and Health Survey (2017-18)*. Dhaka: National Institute of Population Research and Training; International Institute for Population Sciences (2017). *India National Family Health Survey 2015-16*. Mumbai: International Institute for Population Sciences

کی اموات کی دوسری بڑی وجہ پیدائش میں کم وقفہ ہونا ہے۔ 18.1 فیصد بچّے اپنے سے بڑے بھائی یا بہن کے 24 ماہ کے اندر جنم لے لیتے ہیں۔ دو سال سے کم وقفے سے پیدا ہونے والے بچّوں میں اموات کی شرح 122 اموات فی ہزار ولادتیں ہے۔ اس کے مقابلے میں جو بچّے اپنے سے بڑے بھائی یا بہن کے 4 سال سے زائد وقفے کے بعد جنم لے لیتے ہیں ان میں اموات کی شرح 44 اموات فی ہزار ولادتیں ہے۔

## خاندانی منصوبہ بندی

آبادی سے فائدہ اٹھانے کے لیے عمر کی حرکیات میں جو ساختی تبدیلیاں مطلوب ہیں انہیں ممکن بنانے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کی بنیادی اہمیت ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی سے نہ صرف نومولودوں اور بچّوں کی شرحِ اموات میں کمی آتی ہے بلکہ یہ تولیدی صحت میں سرمایہ کاری کے طور پر آبادی میں ردّوبدل کا نقطۂ آغاز بھی ہے۔ اس سے کنبے کا حجم کم کیا جاسکتا ہے اور میاں بیوی کو اپنے کنبے کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کا موقع ملتا ہے۔[50]

چونکہ مؤثر خاندانی منصوبہ بندی سے شرحِ افزائش میں کمی آتی ہے اور خواتین کو افرادی قوت میں فعالیت سے شامل ہونے کا موقع ملتا ہے،[51، 52] اس لیے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر کامیاب عمل درآمد افزائش میں تبدیلی کو تیز کرنے کا ایک لازمی عنصر ہے۔[53] اس پروگرام کا ایک پہلو یہ ہے کہ تولیدی صحت سے آگاہی بڑھائی جائے اور اس کی تعلیم دی جائے۔ اس میں مثال کے طور پر ایسے اقدامات شامل ہیں جن کا ہدف پہلی ولادت میں تاخیر کرنا ہو، اس طرح نومولود کی صحت بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔[54]

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کا ایک اور پہلو مانع حمل طریقوں کے استعمال میں اضافہ کرنا ہے۔ مشرقی ایشیا کے بہت سے ملکوں کی حکومتوں نے مانع حمل طریقوں کے استعمال کو فروغ دے کر شرحِ افزائش کو کم کیا اور آبادی سے فائدہ اٹھایا۔ ان ملکوں نے ان منصوبوں پر دراصل اس بنا پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا کہ خاندانی منصوبہ بندی پر واضح زور دیا گیا، اس کے لیے حکومت سے رقوم دی گئیں، سرکاری شعبہ نجی شعبے کی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ ہوا، اور سول سوسائٹی سے حمایت ملی (باکس 7.2)۔[55]

**شکل 7.11: بلند خطرے کے حامل افزائش کے رویّے**

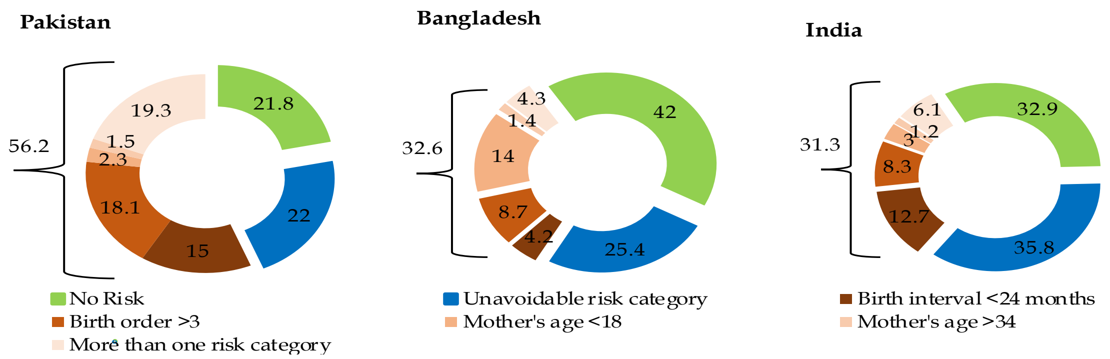


Source: Pakistan Demographic and Health Survey 2017-18, Bangladesh Demographic and Health Survey 2017-18 and India National Family Health Survey 2015-16.

[50] T. H. Tulchinsky and E. A. Varavikova (2014). "Family Health" in T.H. Tulchinsky and E.A. Varavikova (eds), The New Public Health (Third Edition).

[51] ایضاً

[52] K. Patierno, S. Gaith, and E. L. Madsen (2019). *Which Policies Promote a Demographic Dividend? An Evidence Review*. Washington D.C.: Population Reference Bureau

[53] J. DaVanzo, D. M. Adamson (1998). *Family Planning in Developing Countries: An Unfinished Success Story*. Issue Paper, Document No. IP-176. California: Rand Corporation

[54] J. N. Gribble and J. Bremner (2012). *Achieving A Demographic Dividend*. Population Bulletin Vol. 67, No. 2. Washington D.C.: Population Reference Bureau

[55] A. Mason (2003). "Population Change and Economic Development: What Have we Learned from the East Asia Experience?" *Applied Population and Policy* 2003:1(1) 3–14

## باکس 7.2: خاندانی منصوبہ بندی کے کامیاب پروگرام

### ایران

خاندانی منصوبہ بندی کا آغاز ایران میں 1967ء میں کیا گیا، تاہم 1979ء کے بعد یہ غیر فعال ہو گیا۔ آبادی میں تیز رفتار اضافے کی اقتصادی لاگت بلند ہو جانے کی بنا پر ایران نے خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام 1989ء میں دوبارہ متعارف کرایا۔ تب وہاں شرحِ افزائش فی خاتون 5 ولادت تھی، جو 1999ء میں گر کر 2.1 ولادت رہ گئی۔[الف] ایران نے خاندانی منصوبہ بندی کے اپنے پروگرام کی تین بنیادی مقاصد کے لحاظ سے زمرہ بندی کی ہے: پہلے حمل میں تاخیر، 18 سال سے کم عمر اور 35 سال سے زائد عمر کی خواتین میں پیدائش کی حوصلہ شکنی، اور خاندان میں بچّوں کی تعداد 3 تک محدود کرنا۔ وزارتِ صحت اور طبّی تعلیم کو خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی قیادت کرنے کے اور یہ بات یقینی بنانے کے مکمل اختیارات اور وسائل سونپے گئے ہیں کہ ہر ایک کو متعلقہ سہولتیں مفت ملیں۔ تین سے زائد بچّوں کی پیدائش کی حوصلہ شکنی کے لیے بھرے پرے خاندانوں کے الاؤنس ختم کر دیے گئے، اور ہر طرح کی سرکاری سہولتیں صرف پہلے تین بچّوں تک محدود کر دی گئیں۔

ایران نے اپنے دیہی علاقوں میں موجود ''صحت گھر (health houses)'' بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیے۔ چونکہ ان صحت گھروں کا عملہ مقامی افراد پر مشتمل تھا اس لیے گفتگو اور معلومات کی فراہمی نسبتاً آسان ہو گئی۔ ان صحت گھروں کے عملے کا ایک اضافی کام یہ تھا کہ وہ ہر سال آبادی کا ڈیٹا مرتّب کرتے اور شرحِ افزائش اور مانع حمل طریقوں کے استعمال کے بارے میں معلومات مقامی سطح سے اکٹھی کرتے۔ تعلیم اور آگاہی بھی ایران کے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی ایک اہم خصوصیت رہی ہے۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے تمام گریجویٹس پر لازم ہے کہ وہ خاندانی اور آبادی کی منصوبہ بندی پر دو گھنٹے کا کورس مکمل کریں۔ اسی طرح خاندانی منصوبہ بندی کی تعلیم بھی تعلیمِ بالغان کے پروگراموں کے ملکی نصاب کا ایک حصہ ہے۔ اس شرط کا بھی اطلاق شروع کیا گیا ہے کہ جوڑے اپنی شادی کا لائسنس وصول کرنے سے پہلے خاندانی منصوبہ بندی کا ایک کورس مکمل کریں۔[ب]

**شکل 7.2.1: مجموعی شرحِ افزائش کا رجحان بلحاظ عشرہ**

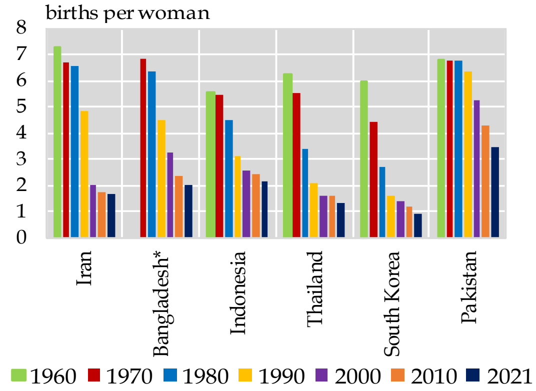


* Data for Bangladesh starts from 1972
Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022

### بنگلہ دیش

بنگلہ دیش کے قیام کے وقت ہی سے خاندانی منصوبہ بندی کی سرگرمیوں پر عمل ہو رہا تھا۔ اس نے ان سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے فیصلہ سازی کا اختیار 1972ء میں فیملی پلاننگ بورڈ اور کونسل سے واپس لے کر وزارتِ صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کے سپرد کیا۔[ج] وہاں خاندانی منصوبہ بندی کی پالیسی پر کامیابی کے ساتھ عملدرآمد کیا گیا جس سے 1972ء میں اس کی شرحِ افزائش جو فی عورت 6.8 پیدائش تھی 2021ء میں گر کر فی عورت 2 پیدائش رہ گئی (**شکل 7.2.1**)۔[د] بنگلہ دیش یہ ''تولیدی انقلاب'' اپنے ان مسائل اور عمومی رجحانات کے باوجود لے کر آیا جن میں ناخواندگی، کم عمری کی شادی اور بیٹے کی خواہش شامل ہیں۔ یہ کامیابی بغور تیار کیے گئے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی وجہ سے ممکن ہوئی جس میں عدم مساوات اور سماجی معیارات کو پیشِ نظر رکھا گیا۔ اس میں خواتین کو، خواتین تک ان کے گھروں میں پہنچنے کے لیے استعمال کیا گیا جنہوں نے آگاہی بھی دی اور مانع حمل اشیا بھی پہنچائیں۔ اسی طریقے سے بنگلہ دیش کے دیہی علاقوں میں بھی مانع حمل اشیا کو عام کیا گیا۔[ہ]

### انڈونیشیا

خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام انڈونیشیا میں 1970ء میں شروع ہوا تب عوام کی اکثریت مالی طور پر کمزور تھی اور شرحِ خواندگی بھی پست تھی۔ تاہم ان دشواریوں کے باوجود وہاں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا جس کے دوران مذہبی گروپوں اور سول سوسائٹی کے دیگر طبقوں کی طرف سے سرگرم مخالفت نہیں ہوئی۔ اب ترقی پذیر ملکوں کے لیے انڈونیشیا کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ ایک الگ ادارہ انڈونیشیا نیشنل فیملی پلاننگ کوآرڈی نیشن بورڈ 1970ء میں بنایا گیا جو براہِ راست صدر کے ماتحت اور پروگرام پر عمل درآمد کا ذمہ دار تھا۔ انڈونیشیا میں مانع حمل طریقوں اور اشیا کے پھیلاؤ کی شرح 1973ء میں 8.6 فیصد تھی جو 1991ء میں بڑھ کر 50 فیصد ہو گئی۔[و] چنانچہ انڈونیشیا کی شرحِ افزائش جو 1970 میں 5.4 پیدائش تھی، 1991ء میں گر کر 3.1 پیدائش رہ گئی۔[ز]

ملک کے گنجان آبادی والے علاقوں پر خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں زیادہ توجہ دی اور بعد میں کم گنجانیت والے علاقوں کی باری آئی۔ دیہات میں رضاکاروں کی مدد سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل درآمد کیا گیا، چنانچہ کمیونٹی کا مستحکم تعاون ملا اور آگہی پھیلی جس سے خدشات میں کمی آئی۔ بیشتر خدمات مفت تھیں اور دیہات میں حکومت کی طرف سے دی گئیں۔ اس کے برعکس شہری علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا معاوضہ لیا گیا، اور حکومت نے ان خدمات کی فراہمی کے لیے نجی شعبے کو ساتھ ملایا۔ اس پروگرام کے لیے واضح مقداری اہداف کے حصول پر توجہ رکھی گئی، مثلاً 1970ء سے 2030ء تک شرحِ پیدائش نصف کرنا۔ خاندانی منصوبہ بندی کو مشہور و مقبول بنانے کے لیے تخلیقی نعروں اور جملوں کے ساتھ ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا گیا۔[ح،ط]

### تھائی لینڈ

تھائی لینڈ نے 1970ء میں ایک آزمائشی منصوبے کے بعد خاندانی منصوبہ بندی کا قومی پروگرام سرکاری طور پر اپنایا۔ مانع حمل اشیا اور طریقوں کے استعمال کی شرح 1970ء میں 14.8 فیصد تھی جو 1978ء میں بڑھ کر 53.4 فیصد ہو گئی۔[ی] چنانچہ شرحِ افزائش بھی 1970ء کی 5.6 پیدائش سے گر کر 1978ء میں 3.7 پیدائش ہو گئی۔ 1990ء تک تھائی لینڈ کی شرح افزائش گر کر 2.1 پیدائش رہ گئی تھی۔ یہاں

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی کامیابی میں کئی عوامل کارفرما تھے۔ تھائی لینڈ میں وزارت عوامی صحت نے اس پروگرام پر عمل درآمد میں مرکزی محکمے کا کردار ادا کیا۔ اس پروگرام نے نجی شعبے کو اپنے ساتھ شریک کیا، اور نجی شعبے نے لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ کئی این جی اوز نے حکومت کی کوششوں کی تکمیل کرتے ہوئے لوگوں کو آگہی دی اور تدریس، کاشت کاری اور دکانداری جیسے شعبوں میں موجود اپنے رضاکاروں کے تعاون سے مانع حمل طریقوں کو فروغ دیا۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں سے ملنے والے اس تعاون کی بنا پر تھائی لینڈ خاندانی منصوبہ بندی کے اپنے اہداف کو پورا کرنے میں کامیاب رہا۔[ک]

**جنوبی کوریا**

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو ترجیح بنا کر جنوبی کوریا نے اپنی شرحِ افزائش 1960ء کی فی عورت 6.1 پیدائش سے کم کر کے 2020ء تک 0.8 پیدائش کر لی۔ یہاں مانع حمل اشیا اور طریقوں کا استعمال 1965ء میں 16 فیصد تھا جو 2018ء میں 82.3 فیصد ہو گیا۔ صحت مراکز کے ذریعے تولیدی صحت کی تعلیم کو فروغ دیا گیا تاہم بڑی کامیابی صحت عامہ کے کارکنوں کے گھر گھر جا کر آگاہی دینے سے ملی۔[ل] جنوبی کوریا نے غیر سرکاری شعبے کے اداروں کو بھی فعالیت کے ساتھ شریک کرایا۔


حوالہ جات

الف۔ Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022.

ب: F. R. Fahimi (2002). Iran's Family Planning Program: Responding to a Nation's Needs. MENA Policy Brief No.2. Washington D.C.: Population Reference Bureau

ج Source: Directorate General of Family Planning, Health Education and Family Welfare Division, Ministry of Health and Family Welfare (www.dgfp.gov.bd/site/page/ca81e7a3-33dd-442b-90bc-da21a34a0c13/-, accessed on September 09, 2022)

د D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change. Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

ہ S. R. Schuler, S. M. Hashemi, and A. H. Jenkins (1995). "Bangladesh's Family Planning Success Story: A Gender Perspective." International Family Planning Perspectives, 21:132–137 & 166.

و Source: World Bank

ز Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022.

ح L. B. Curtin, C. N. Jhonson, A. B. Kantner, and A. Panilaya (1992). Indonesia's National Family Planning Program: Ingredients of Success. Population Technical Assistance Project Occasional Paper do. 6. Washington D.C.: USAID.

ط D. P. Warwick (1986). "The Indonesian Family Planning Program: Government Influence and Client Choice." Population and Development Review, Vol. 12, No. 3, pp. 453-490.

ی Source: World Bank

ک H. J. Rutz (1989). "Adoption and Diffusion Theories used in Thailand's Family Planning Program." Retrospective Theses and Dissertations, 17305.

ل J. N. Gribble and J. Bremner (2012). Achieving A Demographic Dividend. Population Bulletin Vol. 67, No. 2. Washington D.C.: Population Reference Bureau


پاکستان میں شرحِ افزائش 1950ء سے 1979ء کے درمیان فی خاتون 6.8 ولادت تک بلند رہی، حالانکہ پاکستان ایشیا کے اُن ملکوں میں سے تھا جہاں خاندانی منصوبہ بندی کی سرگرمیاں سب سے پہلے متعارف کرائی گئیں۔[56] پاکستان میں 1953ء میں فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے نام سے ایک این جی او نے خاندانی منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔ اوّلین پنج سالہ منصوبے کے تحت حکومت نے نجی شعبے میں کام کرنے والے رضاکاروں کو چھوٹی چھوٹی گرانٹس جاری کر کے خاندانی منصوبہ بندی میں مدد دی۔[57]

[56] J. B. Casterline, Z. A. Sathar, and M. Haque (2001). "Obstacles to Contraceptive Use in Pakistan: A Study in Punjab." *Studies in Family Planning* 32[2]: 95-110.

[57] W. C. Robinson (1966). "Family Planning in Pakistan's Third Five Year Plan." *The Pakistan Development Review*

دوسرے پنج سالہ منصوبے 65-1960ء کے تحت، خاندانی منصوبہ بندی کے نفاذ کا ایک طریقہ کار طے کیا گیا تھا۔ اس منصوبے میں ملک کے اس وقت کے صحت کے بنیادی انفراسٹرکچر کے تحت کلینکوں کا قیام شامل تھا۔ اس نے میڈیا پلیٹ فارمز اور این جی اوز کو شامل کرتے ہوئے صحت کے پیشہ ور افراد کی تربیت اور عوام کی تعلیم پر زور دیا۔ تیسرے منصوبے نے وفاقی سطح پر فیملی پلاننگ کونسل اور صوبائی سطح پر فیملی پلاننگ بورڈز کی شکل میں اس موضوع پر توجہ مرکوز کرنے والے باضابطہ ادارے فراہم کیے (**شکل 7.12**)۔[58]

اگرچہ ان کوششوں سے ابتدائی انفراسٹرکچر فراہم ہوا اور کچھ طریقے مرکزی دھارے میں آئے جن سے ایف پی کو لاگو کیا جا سکتا تھا، تاہم ان سے شرحِ افزائش میں کوئی واضح تبدیلی نہیں آئی۔ تیسرے منصوبے کے بعد کی دہائی میں حکومت نے ملک میں خاندانی منصوبہ بندی کو مزید فروغ دینے کے لیے کوئی قابل ذکر اقدام نہیں کیا۔[59] اس کی عکاسی مانع حمل اشیا کے پھیلاؤ کی شرح سے بھی ہوتی ہے، جو 1975ء سے 1980ء کے درمیان 5.4 سے کم ہو کر 3.3 رہ گئی، یہ ملکی تاریخ میں اب تک کی کم ترین شرح ہے (**شکل 7.13**)۔

1990ء میں، وزارت بہبودِ آبادی قائم کی گئی۔ 1994ء میں پاکستان انٹرنیشنل کانفرنس آن پاپولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ (آئی سی پی ڈی) کا بھی رکن بن گیا اور بعد میں تولیدی صحت پیکیج متعارف کرایا، جس میں خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ ماں اور بچوں کی صحت پر توجہ دی گئی۔[60]

**شکل 7.12: پاکستان میں ادارہ جاتی تاریخ اور مجموعی شرحِ افزائش**

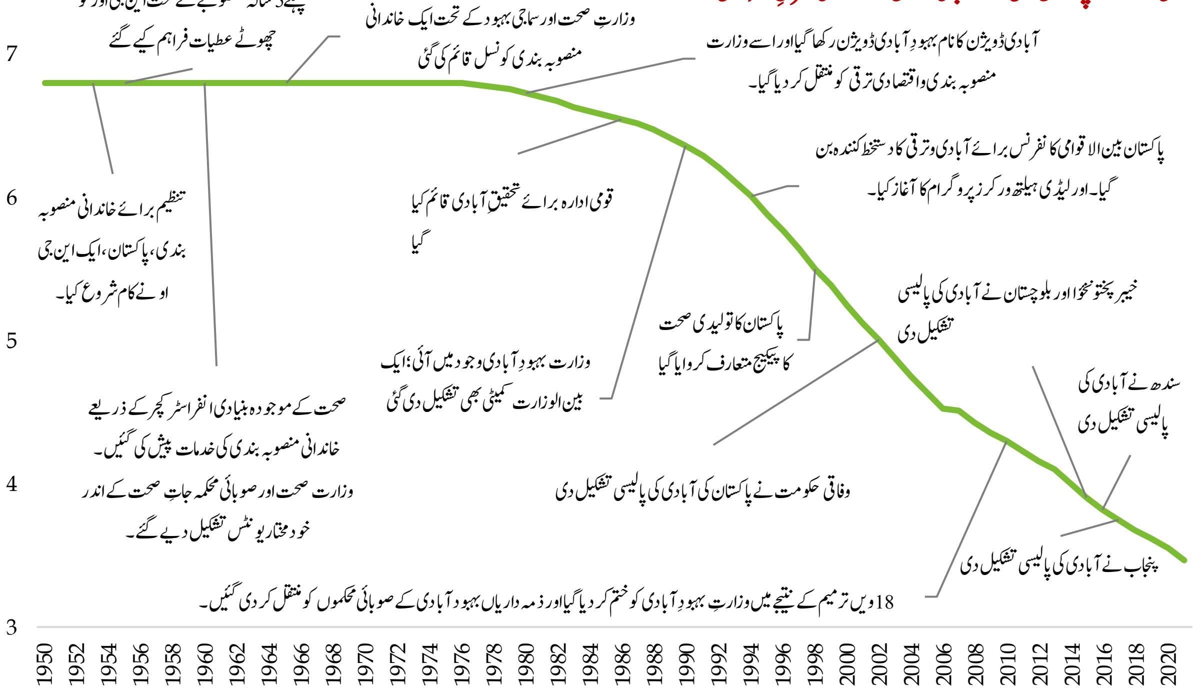


Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022; Population Welfare Department, of Punjab, Sindh, Khyber Pakhtunkhwa and Balochistan; W. C. Robinson (1966). "Family Planning in Pakistan's Third Five Year Plan." *The Pakistan Development Review* Vol. 6, No. 2, pp. 255-281; N. Mahmood and D. Nayab and A. Hakim (2000). "An Analysis of Reproductive Health Issues in Pakistan." The *Pakistan Development Review*, Vol. 39, No. 4, pp. 675-693

Vol. 6, No. 2 (SUMMER 1966), pp. 255-281

[58] ایضاً

[59] ماخذ: محکمۂ بہبودِ آبادی، حکومتِ پنجاب، اس لنک پر دستیاب ہے: www.pwd.punjab.gov.pk/history، 06 جون 2022ء کو دیکھا گیا۔

[60] N. Mahmood and D. Nayab and A. Hakim (2000). "An Analysis of Reproductive Health Issues in Pakistan." The *Pakistan Development Review*, Vol. 39, No. 4, pp. 675-693

**شکل 7.13: پاکستان میں مانع حمل طریقوں کا پھیلاؤ (کوئی طریقہ)**

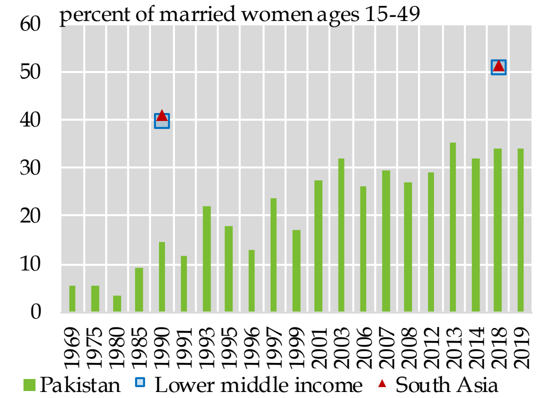


Source: World Bank

یہ اقدامات ہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر مانع حمل کا پھیلاؤ 1991ء کے 11.8 فیصد بڑھ کر 2003ء میں 32.1 فیصد تک ہو گیا نیز اسی مدت کے دوران شرح پیدائش میں تیزی سے کمی آئی۔ 1990ء کی دہائی کے دوران شرحِ افزائش میں کمی کی رفتار کو تیز کرنے والا ایک اور عنصر لیڈی ہیلتھ ورکرز (ایل ایچ ڈبلیو) کی بھرتی تھی۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز نے کمیونٹی کی سطح پر آگاہی اور خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات فراہم کیں۔[61] 2002ء میں، پاکستان نے اپنی آبادی کی پالیسی جاری کی، جس کا مقصد 2015ء تک مجموعی شرحِ افزائش کو 2.1 تک لانا تھا۔[62] تاہم، پالیسی نے اپنے اہداف حاصل نہیں کیے، کیونکہ مجموعی شرحِ افزائش کم ہو کر 2021ء تک 3.5 پر آ گئی جبکہ 2002ء میں یہ 5 تھی۔[63]

اٹھارہویں ترمیم کے تحت، آبادی کی منصوبہ بندی ایک صوبائی معاملہ بن گئی، جس کی وجہ سے وزارتِ بہبودِ آبادی تحلیل ہو گئی اور اس کی ذمہ داری بہبودِ آبادی کے صوبائی محکموں کو منتقل کر دی گئی۔ خیبر پختونخوا، سندھ اور پنجاب کے صوبوں نے نظر ثانی شدہ اہداف کے ساتھ اپنی آبادی کی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے (**شکل 7.14**)۔ پنجاب کی مجموعی شرحِ پیدائش، جو اگرچہ صوبے کے ہدف سے بہت زیادہ ہے، تاہم چاروں صوبوں میں سب سے کم ہے، جس سے مانع حمل ادویات کے سب سے زیادہ استعمال کی عکاسی ہوتی ہے۔(**شکل 7.15الف اور ب**)۔

دولت کے کوئنٹائلز کے نقطۂ نظر سے، آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح کے ساتھ مجموعی شرحِ افزائش میں کمی آتی ہے (**شکل 7.16**)۔ سب سے کم اور سب سے زیادہ کوئنٹائل فرق 2.1 ولادت فی عورت ہے؛ بنگلہ دیش اور بھارت کے لیے یہی فرق بالترتیب 0.6 اور 1.7 ہے۔ یہ ملک کے غریب ترین اور امیر ترین افراد کے درمیان شرحِ افزائش میں واضح فرق کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، پاکستان کے سب سے زیادہ آمدنی والے کوئنٹائل کی شرح افزائش بھی بنگلہ دیش اور بھارت کے بالترتیب اوّل (غریب ترین) اور دوم آمدنی والے کوئنٹائل سے زائد ہے۔ ملک کی مجموعی شرحِ افزائش بھی دنیا کے دس سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں بلند ترین ہے، ماسوا نائیجیریا کے (**شکل 7.17**)۔

**شکل 7.14: آبادی کی صوبائی پالیسی**

| | خیبر پختونخوا 2015ء | | بلوچستان 2015ء | | سندھ 2016ء | | پنجاب 2017ء | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ہدف | ہدفی سال | ہدف | ہدفی سال | ہدف | ہدفی سال | ہدف | ہدفی سال |
| شرحِ افزائش | 2.1 | 2032 | 2.1 | 2040 | 2.1 | 2035 | 2.1 | 2030 |
| | 3.3 | 2020 | 4 | 2020 | 3 | 2020 | 3.3 | 2020 |
| عالمی تولیدی صحت اور منصوبہ بندی | - | 2020 | - | 2020 | - | 2020 | - | 2025 |
| مانع حمل کے پھیلاؤ کی شرح | 42 | 2020 | 25 | 2020 | 45 | 2020 | 60 | 2030 |

ماخذ: خیبر پختونخوا، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے شعبۂ سماجی بہبود۔

[61] A. Hafeez, B. K. Mohamud, M. R. Shiekh, S. A. I. Shah, and R. Jooma Lady Health Workers Programme in Pakistan: Challenges, Achievements and the Way Forward. *J Pak Med Assoc.* 61(3):210-5.

[62] وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات و اصلاحات (2013-18ء)۔ باب 4: آبادی، گیارھویں پانچ سالہ منصوبے 18-2013ء میں۔ اسلام آباد: منصوبہ بندی کمیشن، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات و اصلاحات

[63] اقوام متحدہ آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء۔

**شکل 7.15 الف: مانع حمل اشیا کا صوبہ وار استعمال**

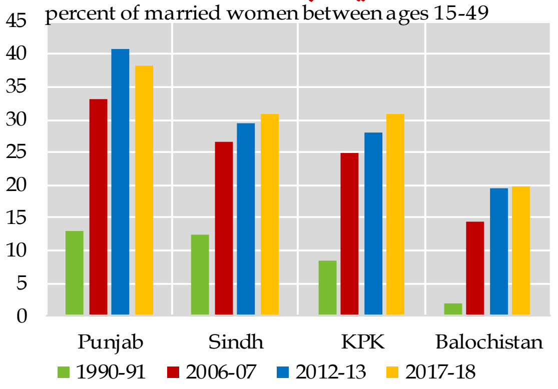


**شکل 7.15 ب: صوبہ وار شرحِ افزائش**

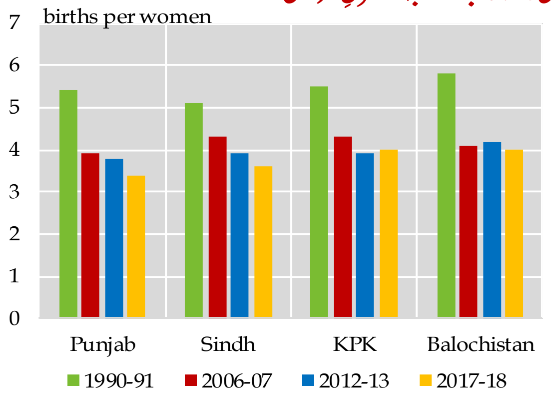


Note: For 1990-91 and 2006-07 Punjab includes data for Islamabad as well.
Source: Pakistan Demographic and Household Survey (PDHS)

مزید بر آں، پاکستان میں مطلوبہ شرح افزائش بھی زیادہ ہے۔[64] 2017-18ء میں پاکستان کی مطلوبہ شرح افزائش 2.9 ولادت فی خاتون تھی۔ اس کے مقابلے میں 2017-18ء کے دوران بنگلہ دیش کی شرح 1.7 تھی، اور بھارت کی شرح 2016-17ء میں 1.8 تھی۔ بلند مطلوبہ شرح افزائش خاندان کے بڑے حجم کے لیے ترجیح کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ تعلیم کی بڑھتی ہوئی سطح کے ساتھ مطلوبہ شرح افزائش اور مجموعی شرح افزائش میں کمی واقع ہوئی ہے۔ (پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء) کے مطابق، غیر تعلیم یافتہ والدین کے لیے مطلوبہ شرحِ افزائش 3.5 ہے جبکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ والدین کے لیے یہ شرح 2.25 ہے۔

## 7.4 تعلیم کا کردار

آبادی کی تبدیلی کو آبادی کے مواقع کی طرف منتقل کرنا اور ان مواقع کو آبادی کے ثمرات کے لیے استعمال کرنا، دونوں میں تعلیم کا کردار اہم ہے۔ اوّل الذّکر سیاق و سباق میں، تعلیم مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ مؤخر الذکر سیاق وسباق میں، تعلیم لیبر فورس کی شرکت، لیبر، اور افراد کی بلند پیداواریت، ٹیکنالوجی کے استعمال اور اختراع کو بڑھانے میں معاون ہے۔[65]

### عمر کی مطلوبہ ساخت تشکیل دینا

تعلیم، بالخصوص خواتین کی تعلیم، مجموعی شرحِ افزائش کو دو طریقوں سے کم کر کے عمر کے مطلوبہ ساخت کو تشکیل دینے میں مدد کرتی ہے: (الف) شیر خواروں اور بچوں کی اموات میں کمی کر کے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، اس سے شرحِ افزائش بڑھ جاتی ہے؛ اور (ب) خاندانی منصوبہ بندی کے باخبر فیصلوں کے ذریعے۔

**شکل 7.16: دولت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے افزائش کی شرحیں**

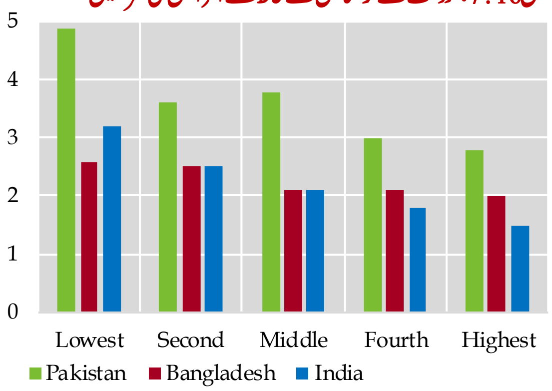


Note: Data for Pakistan and Bangladesh is for 2017-18 and for India 2015-16.
Source: Pakistan DHS, Bangladesh DHS and National Family Health Survey, India

---

[64] مطلوبہ پیدائش کا مطلب ہے کسی خاتون کی بچوں کی پیدائش کی مثالی تعداد سے کم یا اس کے مساوی کوئی پیدائش۔ مطلوبہ شرحِ پیدائش سے مراد ہے کہ موجودہ شرحِ افزائش پر کسی خاتون کے اپنی تولیدی عمر کے اختتام پر بچوں کی اوسط تعداد، علاوہ غیر مطلوب ولادتیں (کسی خاتون کی جانب سے ان کے بچوں کی مثالی تعداد سے زائد بچے کی پیدائش)۔ ماخذ: پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء (تکنیکی تعریف کے لیے دیکھیے پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء، اس لنک پر دستیاب ہے: (www.dhsprogram.com/pubs/pdf/FR354/FR354.pdf

[65] N. G. Mankiw, D. Romer, and D. W. Weil (1992). "A Contribution to the Empirics of Economic Growth." *Quarterly Journal of Economics*, 107, 407–437.; J. Benhabib and M.Spiegel (2005). "Human Capital and Technology Diffusion." In P. Aghion and S. Durlauf (Eds.), *Handbook of Economic Growth* Vol. 1, pp. 935–966. Amsterdam, The Netherlands: Elsevier.

اوّل الذّکر کی صورت میں، تعلیم یافتہ مائیں مخصوص بیماریوں کے بارے میں بہتر طور پر آگاہ ہوتی ہیں؛ وہ بیماری کی ابتدائی علامات کی نشاندہی کر سکتی ہیں اور فوری طبی مشورہ لے سکتی ہیں؛ لہٰذا اس طرح بچوں کی اموات کم کی جاسکتی ہیں۔ جان لیوا بیماریوں جیسے ملیریا اور اسہال کے خطرات کو صاف پانی اور مچھر دانی کے استعمال جیسے آسان اقدامات سے کم کیا جاسکتا ہے۔ نمونیا، جو بچوں کی اموات کی سب سے مہلک وجہ ہے، اس میں 14 فیصد کمی لائی جاسکتی ہے، اگر خواتین کو صرف ایک سال کی اضافی تعلیم دی جائے۔ اسی طرح اگر تمام مائیں پرائمری سطح تک تعلیم یافتہ ہوں تو اسہال میں 8 فیصد کی متوقع ہے؛ اور اگر انہوں نے ثانوی تعلیم مکمل کی ہو تو اس میں مزید 30 فیصد کمی لائی جا سکتی ہے۔[66] مزید برآں، خواتین اور مردوں کو فراہم کی جانے والی تعلیم میں فرق کو 10 فیصد تک کم کرنے سے فی 1000 زندہ پیدائشوں میں سے زچگی کی اموات میں 59.5 فیصد کمی لائی جاسکتی ہے اور خواتین اور مردوں کے متوقع عرصۂ حیات میں بالترتیب 2.1 اور 1 سال کا اضافہ ہو سکتا ہے۔[67] تعلیم بیٹے کی پیدائش کو دی جانے والی ترجیح میں بھی کمی لاتی ہے، جو بہت سے ترقی پذیر ممالک میں بلند مجموعی شرحِ افزائش کے درپردہ عوامل میں سے ایک ہے۔[68]

مؤخر الذکر کے معاملے میں، تعلیم یافتہ جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ مانع حمل ادویات کے زیادہ استعمال کے بارے میں بہتر طور پر جانتے ہیں۔ مزید برآں، تعلیم یافتہ خواتین تولیدی فیصلے کرنے میں نسبتاً زیادہ خود مختار ہوتی ہیں۔[69] صحرائے اعظم کے ذیلی افریقی ملکوں سے ملنے والے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین میں پیدائش کی شرح 2.6 تھی، جبکہ غیر تعلیم یافتہ خواتین کے 4.2 بچے پیدا ہوئے۔[70] مزید یہ کہ جب خواتین پرائمری سطح سے زائد تعلیم کی حامل ہوں تو پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد نمایاں طور پر کم ہوتی ہے۔[71] مثال کے طور پر، بنگلہ دیش میں شرح افزائش اور بچوں کی غذائی قلت کو کم کرنے کے لیے ماؤں کی ثانوی تعلیم ایک اہم محرک دکھائی دی۔[72] اسی طرح، بھارتی ریاست آسام کے ایک قبیلے پر تحقیق سے پتا چلا ہے کہ خواتین کی تعلیم اور تولید کے مابین 5.3 سال کی تعلیمی سطح تک مثبت تعلق ہے۔ اس نشانے کے بعد، تعلیم اور تولید میں منفی تعلق ہے۔ جب گریجویٹ سطح کی تعلیم حاصل کر لی جائے تو مجموعی شرحِ افزائش شرح تبدل تک پہنچ جاتی ہے۔[73]

**شکل 7.17: گنجان آبادی والے 10 اہم ممالک میں مجموعی شرحِ افزائش اور آمدنی کے گروپس (2021ء)**

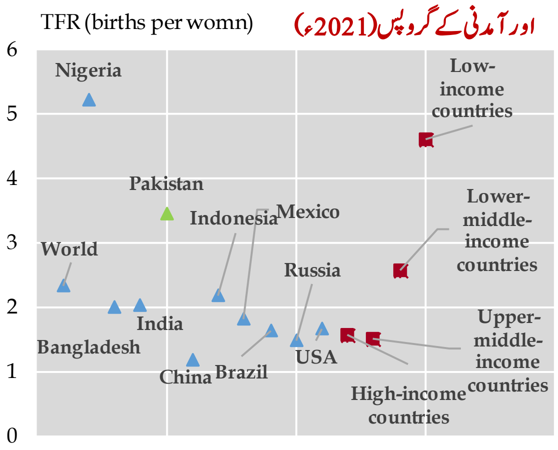


Note: Income groups are as per World Bank definition.
Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022.

مذکورہ بالا طریقوں کے ذریعے شرح افزائش کو کم کرنے کے علاوہ، تعلیم کا حصول بھی افرادی قوت کی شرکت، خاص طور پر لیبر مارکیٹ میں خواتین کی

[66] UNESCO (2013). *Education Transforms Lives*. ED.2013/WS/25. Paris: UNESCO

[67] J. Heymann (2020). Gender parity at scale: "Examining correlations of country-level female participation in education and work with measures of men's and women's survival." *eClinicalMedicine*, Vol. 20.

[68] N. Tavassoli (2021). "The Transition of Son Preference: Evidence from Southeast Asian Countries." *Economics*, Vol.9, no.1, 2021, pp.43-67.

[69] J. Bongaarts, (2010). "The causes of educational differences in fertility in Sub-Saharan Africa." *Vienna Yearbook of Population Research*, 31-50.

[70] H. Groth, J. F. May, and V. Turbat (2019). "Policies needed to capture a demographic dividend in Sub-Saharan Africa." *Canadian Studies in Population*, 46(1), 61-72.

[71] D. Canning, R. Sangeeta, and Abdo S. Yazbeck (2015). *Africa's Demographic Transition : Dividend or Disaster?* Africa Development Forum. Washington, DC: World Bank

[72] S. El-Saharty, S. Chowdhury, N. Ohno, and I. Sarker(2016). *Improving Maternal and Reproductive Health in South Asia: Drivers and Enablers.* World Bank Studies. Washington D.C.: World Bank

[73] ایضاً

شرکت کے ذریعے مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرتا ہے۔[74] وہ خواتین جو افرادی قوت کا حصہ ہیں، کام کے انتظام، وسائل اور بچے پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی صحت اور تعلیم میں سرمایہ کاری کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کم بچے پیدا کرتی ہیں۔[75] نتیجتاً، کم شرحِ افزائش کے ساتھ زیادہ خواتین کو افرادی قوت میں شامل ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے جو معاشی ترقی کو تیز کرتی ہے۔[76]

پاکستان کے تناظر میں، پرائمری اور سیکنڈری سطحوں پر بنیادی تعلیم کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک آبادی کے مواقع کے لیے مطلوبہ عمر کی ساخت تشکیل دے سکے۔ پاکستان میں بالغ شرح خواندگی دیگر ہمسر معیشتوں کے مقابلے میں کم ہے (**شکل 7.18**)، جہاں بالغ خواتین (15 سال سے زائد کی آبادی میں خواتین کی شرح خواندگی 46 فیصد ہے[77] جبکہ مردوں کی آبادی کے معاملے میں یہ شرح 68 فیصد ہے۔[78]

**شکل 7.18: بالغ شرحِ خواندگی* (15 سال اور اس سے زائد عمر کے لوگوں کا فیصد)**

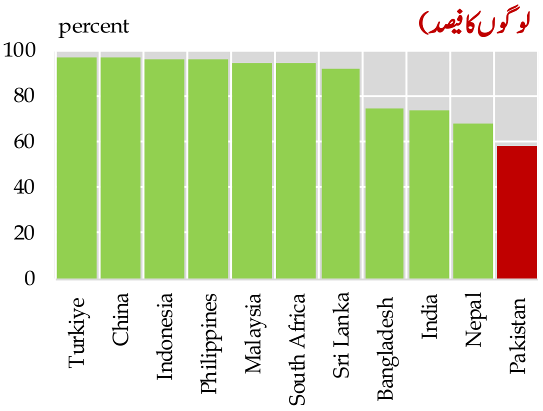


* Latest values ranging between year 2018 and 2020
Source: World Bank

اگرچہ دنیا بھر میں تعلیم بالخصوص پرائمری سطح پر صنفی فرق کم ہو رہا ہے،[79] تاہم دیگر علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں پرائمری سطح پر داخلے کے مجموعی تناسب (جی ای آر)[80] میں مرد اور خواتین طلبا کے درمیان صنفی فرق پاکستان میں سب سے زیادہ رہا (**شکل 7.19**)۔ پرائمری اسکول جانے کی عمر میں تقریباً 27 فیصد بچیاں اسکول نہیں جا رہی ہیں جبکہ 19 فیصد بچے اسکول نہیں جا رہے۔[81]

**شکل 7.19: پرائمری سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے اندراج کے مجموعی تناسب میں صنفی تفاوت**

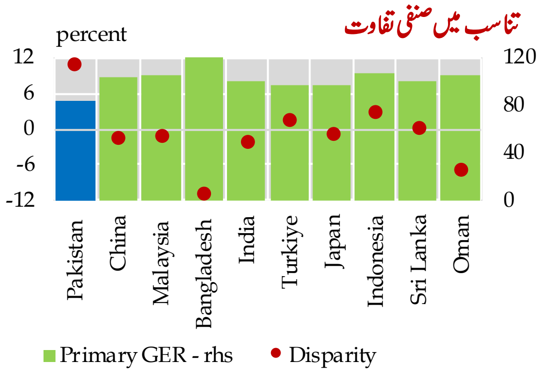


*Note: Differnece is calculated as Male value minus Female values. Positive value means female GER < Male GER. Latest values ranging between year 2018 and 2020
Source: World Bank and Pakistan Social And Living Standards Measurement

مزید برآں، امیر اور غریب کے درمیان حصولِ تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ ملک کے غریب ترین طبقے میں پرائمری اسکول والی عمر کے بچوں میں سے تقریباً 51 فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں، اس کے مقابلے میں امیر ترین طبقے کے بچوں میں یہ تناسب 4 فیصد ہے۔[82] اعلیٰ ثانوی اسکول کی عمر کے غریب ترین بچوں

[74] W. G. Bowen, and T. A. Finegan (1966). "Educational attainment and labor force participation." *The American Economic Review*, 56(1/2), 567-582.

[75] O. Galor and D. N. Weil (1999). "From Malthusian stagnation to modern growth." *The American Economic Review*, 89(2), 150–154.

[76] D. E. Bloom, D. Canning, G. Fink, and J. E. Finlay (2009). "Fertility, Female Labor Force Participation, and the Demographic Dividend." *Journal of Economic Growth*, 14(2), 79-101.

[77] پاکستان دفتر شماریات کے مطابق، خواندہ سے مراد وہ شخص ہے جو کوئی زبان پڑھ اور لکھ سکتا ہے۔

[78] پاکستان دفتر شماریات (2020ء) پاکستان کے سماجی اور طرز زندگی کے معیارات کی پیمائش۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

[79] عالمی اقتصادی فورم (2021ء)۔ صنفی تفریق کی عالمی رپورٹ۔ سوئٹزرلینڈ: عالمی اقتصادی فورم

[80] تعلیم کی ایک مخصوص سطح میں، عمر سے قطع نظر، مجموعی اندراج، تعلیم کی اس سطح کے لیے سرکاری عمر کے گروپ میں آبادی کے فیصد کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

[81] اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم۔ عدم مساوات کا عالمی ڈیٹابیس برائے تعلیم۔ پیرس: یونیسکو

[82] United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization. *World Inequality Database on Education*. Paris: UNESCO

میں سے تقریباً 75 فیصد اسکول سے باہر ہیں؛ جبکہ امیر ترین گروپ میں اعلیٰ ثانوی اسکول کی عمر کے 14 فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں۔[83]

اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ تعلیم، بالخصوص خواتین کی تعلیم، مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرنے کا باعث بنتی ہے، بچوں کی اتنی بڑی تعداد کے تعلیم یافتہ نہ ہونے اور کم تعلیم یافتہ ہونے کے دو مضمرات ہیں۔ اوّل، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تعلیم میں اہم سرمایہ کاری نہیں کی جاتی ہے، پاکستان کی مجموعی شرحِ افزائش میں آہستگی سے کمی آئے گی (**شکل 7.20 الف**)۔ دوم، آمدنی اور دولت کی عدم مساوات برقرار رہنے کا خطرہ ہے کیونکہ امیر اور تعلیم یافتہ لوگوں کی مجموعی شرحِ افزائش کم ہے اور اس طرح وہ غریبوں کے مقابلے میں عمر کی سازگار ساخت سے فائدہ اٹھاتے ہیں (**شکل 7.20 ب**)۔

**شکل 7.20 الف: پاکستان میں حصولِ تعلیم کے لحاظ سے مجموعی شرحِ افزائش**

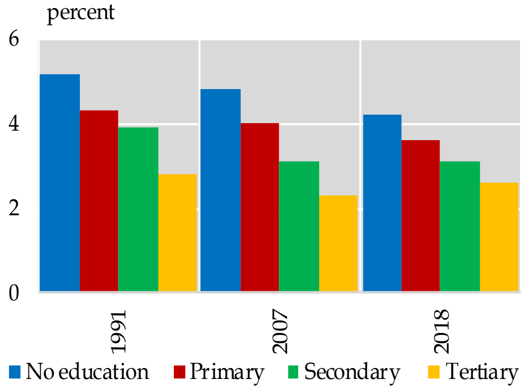


Excludes Azad Jammu and Kashmir and Gilgit Baltistan
Source: Population Council and PDHS 2017-18

## آبادی کے ثمرات کا حصول

کُلی معاشی نظریے کے مطابق، تعلیم معاشی نمو کے سب سے اہم عوامل میں سے ایک ہے،[84] بالخصوص افرادی قوت کی پیداآوری کے ذریعے، جو آمدنی میں اضافے کے لیے معاون ہے۔[85] اس کے مطابق، آبادی کے ثمرات کا ایک بڑا حصہ در حقیقت تعلیمی ثمرات ہیں۔[86]

**شکل 7.20 ب: پاکستان میں تعلیم کی سطح کے لحاظ سے آبادی کا فیصد**

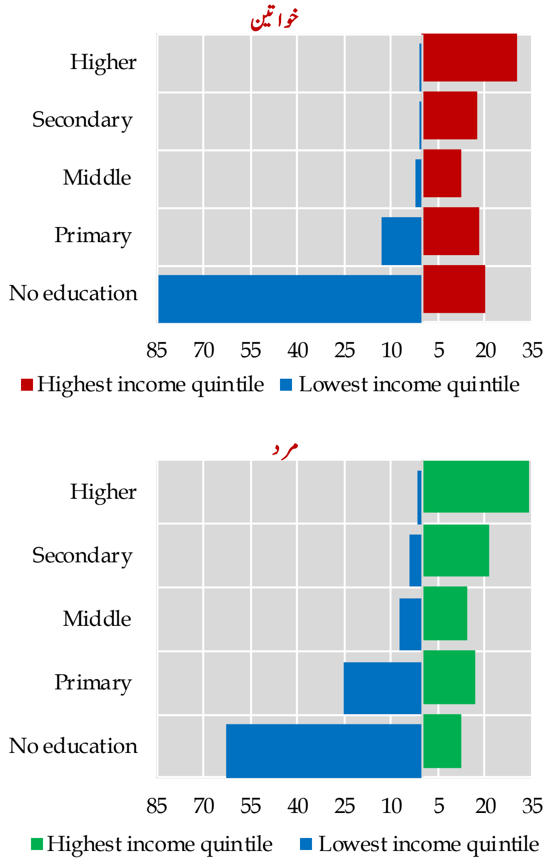


Source: Pakistan Demographic and Health Survey 2017-18

مختلف ممالک کے شواہد سے پتا چلتا ہے کہ پرائمری اور سیکنڈری تعلیم معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرتی ہے۔[87] مشرقی ایشیائی معیشتوں نے اپنی 1965ء تا 1980ء کی آبادی کی منتقلی کے دوران، آبادی کے بڑے طبقوں کی پرائمری اور سیکنڈری تعلیم پر مسلسل نمایاں سرکاری سرمایہ کاری کی جو بصورت دیگر

[83] ایضاً

[84] E. A. Hanushek, E. A. and L. Woessmann (2010). "Education and economic growth." *Economics of Education,* 60, p.67.

[85] G. H. Sahlgren (2014). *Incentive to Invest: How Education Affects Economic Growth.* London: Adam Smith Institute, 1, 2016.

[86] J. Crespo Cuaresma, W. Lutz, and W. Sanderson (2014). "Is the Demographic Dividend an Education Dividend?" *Demography,* 51(1), 299-315.

[87] R. J. Barro (1997). *Determinants of Economic Growth: A Cross-country Empirical Study.* Development Discussion Paper No. 579. Harvard Institute for International Development. Massachusetts: Harvard University.

تعلیم تک رسائی سے محروم رہ جاتی۔[88] تمام آبادی کے لیے پرائمری تعلیم[89] کے حصول کے ذریعے پرائمری اور سیکنڈری داخلوں کی شرحوں میں تیزی سے بہتری کے علاوہ، مشرقی ایشیائی معیشتوں نے تعلیم کے معیار میں بھی سرمایہ کاری کی جس کے نتیجے میں ان کے طلبا معیاری بین الاقوامی امتحانات میں مسلسل بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہوئے۔[90] مزید برآں، ان ملکوں میں بنیادی تعلیم (پرائمری اور سیکنڈری سطحوں) پر مرکوز تعلیمی پالیسیاں افرادی قوت کی ہنر مندی میں بہتری کا بھی سبب بنیں۔[91]

مشرقی ایشیائی معیشتوں کے برعکس، آبادی کی تبدیلی مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ اور صحرائے اعظم کے جنوب کے افریقی ممالک کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی جہاں حکومتوں نے تعلیم پر اخراجات کو ترجیح نہیں دی۔ نتیجتاً، ان خطوں کو پرائمری تعلیم اور ثانوی درجے میں داخلوں کی پست سطح، اور نوجوانوں میں بے روزگاری کی بلند سطح کا سامنا کرنا پڑا۔[92] اس نے نوجوان آبادی کو طویل معاشی کمزوری اور نسل در نسل غربت سے دوچار کیا۔[93] درحقیقت، حکومتی اخراجات میں اضافے کا تعلق داخلے کی بلند شرحوں (**شکل 7.21 الف**) اور رسمی تعلیم کے برسوں کی اوسط تعداد سے ہے (**شکل 7.21 ب**)۔

اگرچہ بنیادی تعلیم (پرائمری اور سیکنڈری) آبادی کے ثمرات سے استفادے کے لیے ایک ضروری شرط ہے، تاہم یہ آبادی کے ثمرات کی مکمل صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کافی شرط نہیں ہے، کیونکہ لیبر کو ایسی ملازمتوں میں مفید طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے جہاں بلند مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جنھیں صنعتوں کی ارتقاپذیر تکنیکی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لیے اکثر اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔[94] چنانچہ، بنیادی تعلیم پر سرکاری اخراجات کے علاوہ، مشرقی ایشیائی معیشتوں نے سائنسی اور تکنیکی علم میں اضافے کے لیے تکنیکی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے لیے ترجیحی بعد از ثانوی تعلیم کے لیے فنڈز بھی مختص کیے ہیں۔ مزید برآں، بالخصوص جدید پیشہ ورانہ اور تکنیکی

**شکل 7.21 الف: حکومتی اخراجات اور تعلیمی برسوں کے درمیان ربط**

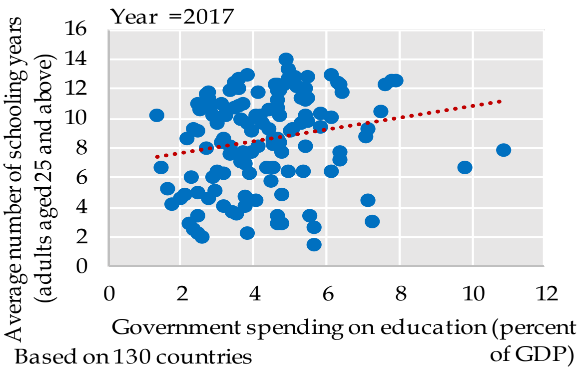


Based on 130 countries
Source: World Bank

**شکل 7.21 ب: حکومتی اخراجات اور پرائمری سطح پر اندراج کی مجموعی سطح کے درمیان ربط**

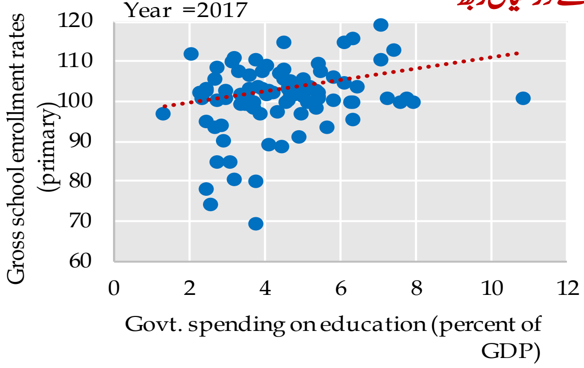


---

[88] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[89] J. Page (1994). *The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy.* NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

[90] M. O. Martin, Ina V. S. Mullis, E. J. Gonzalez, S. J. Chrostowski. 2004a. *TIMSS 2003 International Mathematics Report: Findings from IEA's Trends in Mathematics and Science Study at the Fourth and Eighth Grades.* Boston: International Association for the Evaluation of Education Achievement (IEA).

[91] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[92] L. Vilhuber (2006). *The Transition from School to the Labor Market in Uganda.* Preliminary Outline presented at the World Bank Youth in Africa's Labor Market Workshop. Washington, DC: The World Bank.

[93] H. Oosterbeek and H. A. Patrinos (2008). *Financing Lifelong Learning*. Policy Research Working Paper, 4569. Washington, DC: The World Bank.

[94] A. Jankowska, A. Nagengast, and J.R. Perea, (2012). *The Product Space and the Middle-Income Trap: Comparing Asian and Latin American Experiences.* OECD Development Centre Working Paper No. 311, Paris: OECD Publishing.

شعبوں میں اعلیٰ سطح پر تعلیمی خدمات[95] درآمد کرنے کے لیے پالیسی اقدامات کیے گئے۔[96]

تاہم، پاکستان میں تعلیم کی مخدوش صورتِ حال آبادی کے ثمرات سے استفادے کے امکانات کی راہ میں رکاوٹ بن گئی ہے۔ لیبر فورس سروے 2021ء(ایل ایس ایف) کے مطابق، 2021ء کے دوران 5 سے 14 سال کی عمر کے تقریباً 27 ملین بچے ناخواندہ تھے، اور 10 سے 14 سال کی عمر کے تقریباً 10 ملین بچوں نے صرف پرائمری تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد میں جب تک ان بچوں کو ان کی زندگی میں کبھی تعلیم فراہم نہیں کی جاتی، یہ ناخواندہ اور کم تعلیم یافتہ گروہ 2031ء میں کام کرنے کی متوقع عمر کی تخمینہ شدہ 21 فیصد آبادی میں تبدیل ہو جائے گا۔[97] یہ 2031ء میں ان 57 ملین لوگوں (یا کام کرنے کی متوقع عمر کی آبادی کے 33 فیصد) کے علاوہ ہوں گے جو یا تو ناخواندہ ہیں یا صرف پرائمری تعلیم کے حامل ہیں، اور جو 2021ء کے دوران میں پہلے سے افرادی قوت کا حصہ ہیں اور اگلے دس برسوں کے دوران بھی کام کرنے کی عمر میں ہوں گے۔ ان تخمینوں سے پتا چلتا ہے کہ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت سمیت تعلیم پر سرکاری اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ضروری ہے۔

تخمینے کے مطابق اساتذہ کی تعداد اور معیار کو بڑھانے اور تعلیمی اداروں کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے جی ڈی پی کا 5.7 فیصد خرچ کرنے کی ضرورت ہے[98] جبکہ پاکستان میں تعلیم پر خرچ جی ڈی پی کے 2.5 فیصد سے متواتر کم رہا ہے۔ یہ جنوب ایشیائی معیشتوں میں پست ترین ہے اور پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جیز) سے بہت کم ہے۔ (**شکل 7.22**)[99] علاوہ ازیں، اخراجات کے رساؤ کو کم کرنے کے لیے تعلیمی اخراجات کی کارکردگی میں بہتری بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں گھوسٹ اسکولوں، اعلیٰ اساتذہ کی غیر حاضری اور پراکسی اساتذہ کا چیلنج خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں کا تخمینہ صوبائی تعلیمی میزانیوں کا 70 سے 80 فیصد کے قریب ہے۔ اس کی روشنی میں ملک میں 30,000 سے 40,000 گھوسٹ اسکولوں کا تخمینہ فوری توجہ کا متقاضی ہے۔[100] اگرچہ غیر حاضر اساتذہ کی تعداد کو کم کرنے کے لیے صوبائی سطح پر کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن اساتذہ کے انتظام اور معیار کو بہتر بنانے کے لیے کافی کوششوں کی ضرورت ہے۔[101]

**شکل 7.22: تعلیم کے مجموعی مصارف**

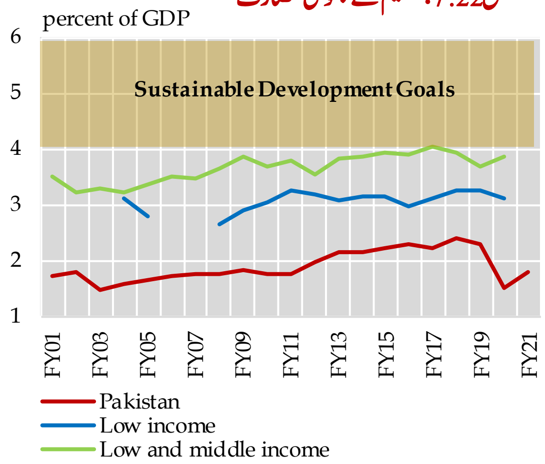


Data source: Ministry of Finance, World Bank, United Nations

[95] ان درآمدات میں بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے لیے کی جانے والی ادائیگیاں شامل ہیں جن میں عام طور پر ٹیوشن اور رہائش کے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔ ماخذ: کے لارسن، جے پی مارٹن اور آر موریس (2002ء)۔ "تعلیمی خدمات میں تجارت: رجحانات اور ابھرتے ہوئے مسائل۔ "عالمی معیشت، 25(6)، 849 تا 868۔

[96] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[97] ناخواندہ یا پرائمری تعلیم سے محروم آبادی کی تعداد لیبر فورس سروے (21-2020ء) سے لی گئی ہے۔ تخمینہ کردہ کام کرنے کی عمر کی آبادی (173.3 ملین) وسط افزائشی متغیر پر مبنی ہے۔ ماخذ: اقوام متحدہ کے عالمی آبادی کے امکانات، 2022۔

[98] E. Hanedar, S. Walker, and F. Brollo (2021). Pakistan: *Spending Needs for Reaching Sustainable Development Goals (SDGs)*. Washington D.C.:IMF
تخمینہ تعلیم 2030ء پائیدار ترقیاتی اہداف کے اقدام کے لیے فریم ورک سے ہم آہنگ ہے، حکومتوں کو جی ڈی پی کا 4 سے 6 فیصد خرچ کرنے کی ضرورت ہے (ایس ڈی جیز)۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

[99] وزارتِ مالیات (2020ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے۔ اسلام آباد۔ وزارتِ خزانہ

[100] N. Naviwala (2016). *Pakistan's Education Crisis: The Real Story*. Wilson Center, Asia Program. Washington D.C.: Woodrow Wilson International Center for Scholars.

[101] Z. Zhongming, L. Linong, Y. Xiaona, Z. Wangqiang, and L. Wei (2019). *School Education in Pakistan: A Sector Assessment.* Manila: Asian Development Bank

مزید برآں، ثانوی اسکول کی سطح پر تعلیمی معیار خستہ رہا ہے کیونکہ تعلیم کے لیے مختص سرکاری رقم کا ایک بڑا حصہ بنیادی ڈھانچے پر اخراجات کے لیے وقف کر دیا گیا ہے۔[102] مثلاً، اسکولوں میں حصولِ علم پر لگنے والے برسوں کا اظہاریہ (Learning Adjusted Years of Schooling) اسکول میں گزارے گئے برسوں میں تعلیم کے معیار اور مقدار دونوں کا احاطہ کرتا ہے، اس ضمن میں پاکستان اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے ہے (**شکل 7.23 الف**)۔[103]

اسی طرح، عالمی ادارے 'ریاضی اور سائنس کی تعلیم کے بین الاقوامی رجحانات' (ٹمس) کے جائزے کے مطابق ریاضی اور سائنس کے میدان میں پاکستانی طلبا کا تعلیمی معیار اپنے ہم سر ممالک سے خاصا پست ہے[104] (**شکل 7.23 ب**)۔ اگرچہ اساتذہ کی ناکافی تربیت کے باعث پاکستان میں اساتذہ کا معیار بھی ایک چیلنج ہے، تاہم ملک میں طلبا اور اساتذہ کا تناسب بھی عدم موافقت کا شکار ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اساتذہ پر کام کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے، جو ناقص معیارِ تعلیم پر منتج ہوتا ہے (**شکل 7.23 ج**)۔[105، 106]

کالج یا یونیورسٹی کے درجے کی تعلیمی سطح پر ملک میں طلبا کے اندراج کا مجموعی تناسب ہم سر ممالک کی نسبت خاصا کم ہے، یہ امر بالخصوص علمی مضامین کی بڑھتی ہوئی تخصیص اور ٹیکنالوجی میں پیش رفت کی روشنی میں آبادیاتی ثمرات کے حصول میں ایک بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے (**شکل 7.24**)۔ اسی طرح تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیتی نظام کی صورتِ حال کمزور رہی ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔ یہ صورتِ حال آبادیاتی ثمرات کے امکانات کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس موضوع پر **سیکشن 7.6** میں بحث کی گئی ہے۔

## 7.5 صحت عامہ اور غذائیت

انسانی سرمائے کی صحت مندانہ صورتِ حال کی مدد سے دو طریقوں سے آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہوا جا سکتا ہے: پیداواریت اور متوقع عمر۔ جہاں تک اوّل الذکر کا تعلق ہے تو ممالک صحت کا معیار بڑھنے کو انفرادی پیداوار

**شکل 7.23 الف: اسکول کے تعلیمی سال**

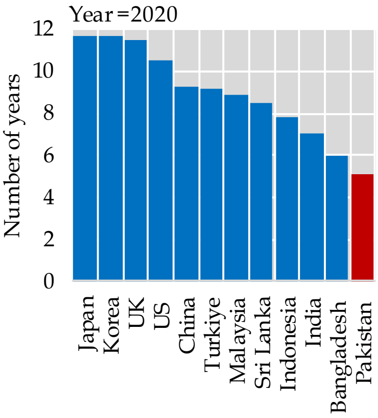


Data source: World Bank

**شکل 7.23 ب: پرائمری سطح کے طلبا کی ریاضی اور سائنس کے امتحانوں میں کارکردگی ٹمس (2019ء)**

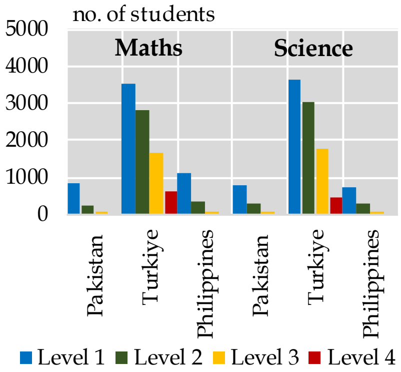


Data source: United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization

**شکل 7.23 ج: پرائمری سطح پر اساتذہ اور طلبا کا تناسب**

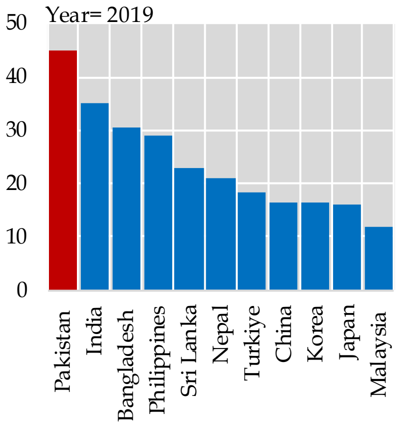


Data source: World Bank

---

[102] ایف خالق اور ڈبلیو (2016ء)۔ پاکستان میں تعلیم پر سرکاری مصارف کا معیار اور اثر انگیزی۔ اسٹاف نوٹ 16/02۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[103] 'لیز' اظہاریے میں متوقع تعلیمی سالوں کے تخمینے کے ساتھ ساتھ خواندگی، گنتی اور منطق کی استعداد پر مبنی سیکھنے کے جائزے کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ ماخذ: عالمی بینک

[104] ٹمس کے مطابق، چوتھی سطح یا ایڈوانس سطح سے مراد پرائمری سطح پر ریاضی کے ایڈوانس فنکشنز ہوتی ہے۔ ماخذ: یونیسکو

[105] D. Shah et. al (2018). *Financing in Education Sector (Public and Private)*. Islamabad: Academy of Educational Planning and Management; K.A. Siddiqui, S.H. Mughal, I. A. Soomro, and M. A. Dool (2021). "Teacher Training in Pakistan: Overview of Challenges and their Suggested Solutions." *International Journal of Recent Educational Research*, 2(2), 215-223.

[106] طلبا تا اساتذہ تناسب سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی استاد ایک وقت میں کتنے طلبا کو پڑھاتا ہے۔ اس اظہاریے میں کلاس کے حجم کی بھی وضاحت کی جاتی ہے۔

(فی رکن پیداواری مقدار) سے تعبیر کرتے ہیں۔[107] درحقیقت، مختلف ممالک میں کارکنوں کی پیداواریت میں تقریباً 17 فیصد فرق کی وضاحت وہاں صحت عامّہ کی صورتِ حال سے ہوتی ہے۔[108]

**7.24: جامعات کی سطح پر طلباء کے مجموعی اندراج کی سطح**

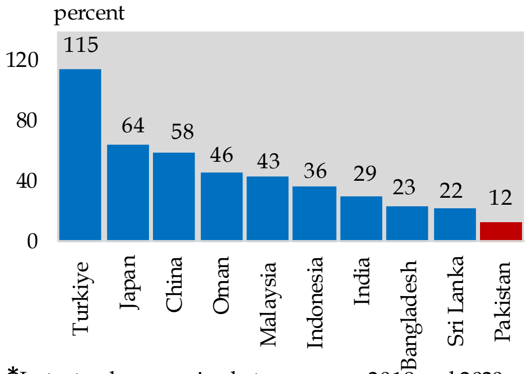


*Latest values ranging between year 2018 and 2020
Data source: World Bank

صحت عامّہ کے ساتھ ساتھ مجموعی غذائی استعمال بھی پیداوار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حمل ٹھہرنے سے دو سال تک کے بچوں میں غذائیت کی کمی کے سبب ان کی جسمانی نشو نما کم ہوتی ہے۔ بنیادی وجہ ماں کو ناقص غذا ملنا یا زچگی کے بعد ناکافی غذائیت ملنا ہے۔[109] اس سے سمجھ بوجھ اور تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے، جو آگے چل کر کم پیداواریت اور پست اجرت کا باعث بن سکتی ہے۔[110]

پیداوار سے قطع نظر، طویل عمری معاشی نمو پر مثبت اثرات ڈالتی ہے۔ تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے بالغوں کے موت سے بچ جانے والوں کی تعداد میں ایک فیصد اضافے سے کارکنوں کی پیداواریت 2.8 فیصد تک بڑھ جاتی ہے۔[111،112] مثال کے طور پر اندازہ لگایا جاتا ہے کہ 1960ء اور 2000ء میں چین اور بھارت میں متوقع عمر کا بڑھنا معاشی نمو میں اضافے کی بنیادی وجہ ہے۔[113] صحت عامّہ کے حوالے سے بیماریوں سے بچاؤ اور علاج معالجے کی دستیابی میں بہتری متوقع عمر میں اضافے کا باعث بنی۔[114] اس کے علاوہ طویل عمری میں اضافے کے نتیجے میں لوگوں میں یہ ضرورت بڑھتی ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد آمدنی جاری رکھنے کا بندوبست کریں جس کا نتیجہ بچت کی شرح بڑھانے کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ صحتِ عامہ کی دیکھ بھال میں بہتری، امراض کی روک تھام اور ان کے علاج تک رسائی میں اضافے سے متوقع عمر میں اضافہ ہوا ہے۔[115]

---

[107] W. D. Savedoff and T. P. Schultz (eds.) (2000). Wealth from Health Linking Social Investments to Earnings in Latin America. Washington D.C.: Inter-American Development Bank

[108] D. E. Bloom and D. Canning (2005). Health and Economic Growth: Reconciling the Micro and Macro Evidence. CDDRL Working Paper Number 42. Stanford: The Center on Democracy, Development and the Rule of Law, Stanford University

[109] J. Colombo J, B. Koletzko, and M. Lampl (2017) (eds.). Causes of Stunting and Preventive Dietary Interventions in Pregnancy and Early Childhood. 89th Nestlé Nutrition Institute Workshop, Dubai, March 2017.

[110] M. A. Mendez and L. Adair (1999). "Severity and Timing of Stunting in the First Two Years of Life Affect Performance on Cognitive Tests in Late Childhood." The Journal of Nutrition, Vol. 129, Issue 8, page 1555–1562; T. Woldehanna, J. R. Behrman, and M. W. Araya (2017). The Effect of Early Childhood Stunting on Children's Cognitive Achievements: Evidence from Young Lives Ethiopia. The Ethiopian Journal of Health Development, 31(2), 75–84.

[111] بالغ افراد کے بچ جانے کی شرح کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ شرح اموات کے حساب سے 15 سال کے افراد 60 برس کی عمر تک پہنچ جائیں۔

[112] D. E. Bloom and D. Canning (2005). Health and Economic Growth: Reconciling the Micro and Macro Evidence. CDDRL Working Paper Number 42. Stanford: The Center on Democracy, Development and the Rule of Law, Stanford University

[113] D. E. Bloom, D. Canning, L.Hu, Y. Liu, A. Mahal and W. Yip (2010). "The contribution of population health and demographic change to economic growth in China and India." Journal of Comparative Economics, Volume 38, Issue 1, Pages 17-33

[114] D. E. Bloom, D. Canning and B. S. Graham (2002). Longevity and Life Cycle Savings. National Bureau of Economic Research (NBER), Working Paper No. w8808. Cambridge, Massachusetts: NBER; T. Kinugasa and A. Mason (2007). "Why Nations Become Wealthy: The Effects of Adult Longevity on Saving." World Development 35(1):1-23.

[115] L. Hao, X. Xu, M. E. Dupre, A. Guo, X. Zhang, L. Qiu, Y. Zhao and D. Gu (2020). "Adequate Access to Healthcare and Added Life Expectancy among Older Adults in China." BioMed Central Geriatrics, Vol. 20, Article number: 129.; SR. Rasmussen, JL. Thomsen, J. Kilsmark, A. Hvenegaard, M.

**7.25 الف: پاکستان میں علاج معالجے کا انفراسٹرکچر**

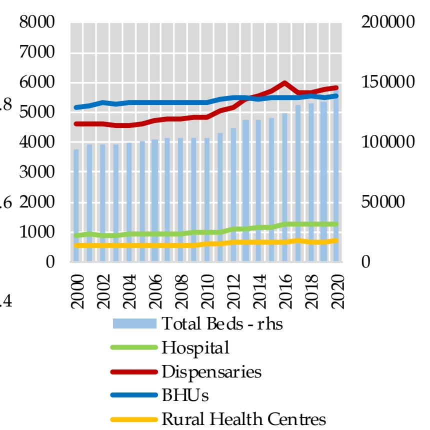


Source: Pakistan Economic Survey

**7.25 ب: اسپتالوں کے بستر**

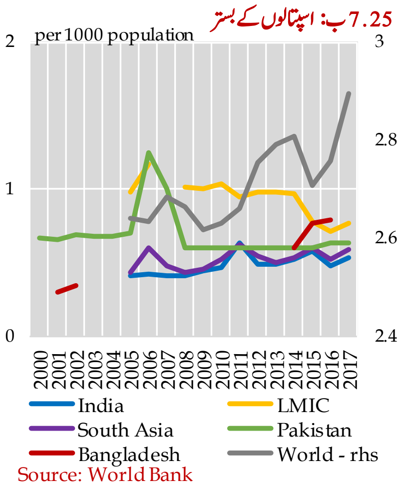


Source: World Bank

**7.25 ج: صحت عامّہ سے منسلک پیشہ ور افراد**

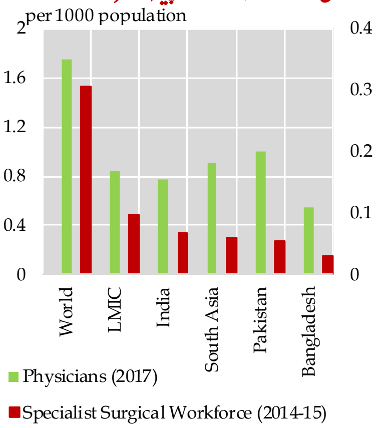


Source: World Bank

گزرے برسوں میں پاکستان میں علاج معالجے کے انفراسٹرکچر سہولتوں کی تعداد بڑھی ہے۔ مثلاً، ملک میں 2000ء میں اسپتال اور ڈسپنسریوں کی تعداد 876 اور 4635 تھی جو 2020ء میں بڑھ کر بالترتیب 1289 اور 5849 تک پہنچ گئی۔ نتیجتاً، اسپتالوں کے بستر 93907 سے بڑھ کر 147112 تک پہنچ گئے (**شکل 7.25 الف**)۔ تاہم اسپتال کے بستروں کی تعداد میں اضافے کو ملکی آبادی میں اضافے نے زائل کر دیا، کیونکہ 2000ء میں ہر ایک ہزار فرد کے لیے اسپتال کے 0.67 بستر دستیاب تھے جو 2020ء میں کم ہو کر 0.63 بستر رہ گئے (**شکل 7.25 ب**)۔ ملک میں طبی پیشے سے منسلک افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا اور ایک ہزار نفوس کے لیے ڈاکٹروں کی تعداد پست اور متوسط آمدنی والے ممالک سے اوسطاً بڑھ گئی۔ تاہم، ملک میں ایک ہزار نفوس کے لیے تخصیصی سرجیکل طبی افرادی قوت خطے اور اقوامِ عالم کی نسبت اوسطاً کم ہے (**شکل 7.25 ج**)۔

دیگر اظہاریے بھی ملک میں صحت عامّہ کی صورتِ حال کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ملک میں علاج معالجے کے موجودہ اخراجات[116] 2000ء کے 15.6 ڈالر فی کس سے بڑھ کر 2019ء میں 39.5 ڈالر فی کس تک جا پہنچے، یعنی 4.8 فیصد کی مرکب سالانہ شرح نمو (**شکل 7.26 الف**)۔ تاہم، اسی دوران، بنگلہ دیش اور بھارت میں علاج معالجے پر فی کس اخراجات میں بالترتیب 8.7 فیصد اور 6.4 فیصد کی مرکب سالانہ شرح نمو سے اضافہ ہوا۔ 1121 ڈالر فی کس کی عالمی اوسط کی نسبت بھی پاکستان کے مصارف بہت کم رہے۔

پاکستان میں 2019ء میں علاج معالجے کے مجموعی مصارف میں سے 61 فیصد نجی نوعیت کے تھے جس میں سے 88 فیصد عوام نے اپنی جیب سے ادا کیے۔[117] پاکستان میں عوام کی جیب سے ادا کردہ علاج معالجے کے مجموعی اخراجات فیصدی اعتبار سے بھارت جیسے اور بنگلہ دیش سے پست تھے، تاہم عالمی سطح اور امیر ملکوں کی نسبت اب بھی بہت بلند ہیں (**شکل 7.26 ب**)۔ عوام کے اپنی جیب سے علاج معالجے کے اخراجات کی ادائیگی صحت کے نظام میں عدم مساوات کی عکاسی کرتی ہے، جس سے بچتوں پر اضافی بوجھ پڑتا ہے اور خطِ غربت سے قریب افراد غربت کی دلدل میں چلے جاتے ہیں۔[118]

پاکستان میں متوقع عمر کے اعتبار سے تمام عمروں کے افراد میں شرح اموات میں کمی آئی ہے، جس کے نتیجے میں ملک میں متوقع عمر میں اضافہ ہوا ہے، یعنی 1960ء میں امکانی عمر 45.3 برس کی سطح سے بڑھ کر 2020ء میں 67.4 برس تک پہنچ گئی (**شکل 7.27 الف**)۔ یہ امر طبی پیشہ ور افراد اور علاج

---

Engberg, T. Lauritzen, J. Sogaard (2007). "Preventive health screenings and health consultations in primary care increase life expectancy without increasing costs. "Scandinavian Journal of Public Health, 35(4):365-72.

[116] علاج معالجے کے موجودہ اخراجات سے مراد یہ ہوتی ہے کسی ملک میں علاج معالجے کے نجی، سرکاری اور بیرونی اخراجات۔

[117] اپنی جیب سے اخراجات سے مراد علاج معالجے کے وہ اخراجات ہیں جو لوگ براہ راست اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔

[118] F. S. Jalali, P. Bikineh and S. Delavari (2021). "Strategies for Reducing out of Pocket Payments in the Health System: A Scoping Review." Cost Effectiveness and Resource Allocation, vol. 19, article no. 47.; A. Wagstaff, P. Eozenou and M. Smitz (2020). "Out-of-Pocket Expenditures on Health: A Global Stocktake." The World Bank Research Observer, Volume 35, Issue 2

**7.26 الف: علاج معالجے کے موجودہ اخراجات**

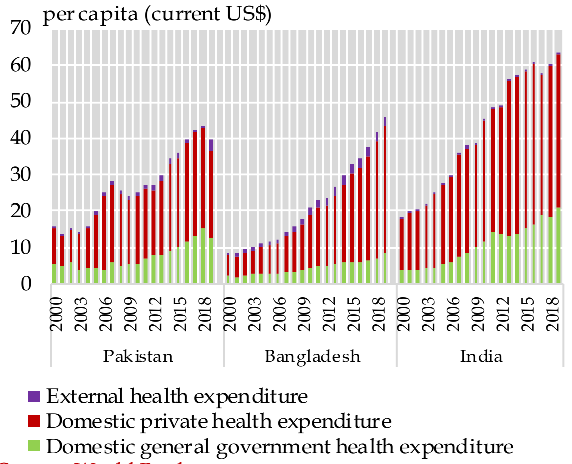


Source: World Bank

**7.26 ب: عوام کے اپنی جیب سے ادا کردہ علاج معالجے اخراجات**

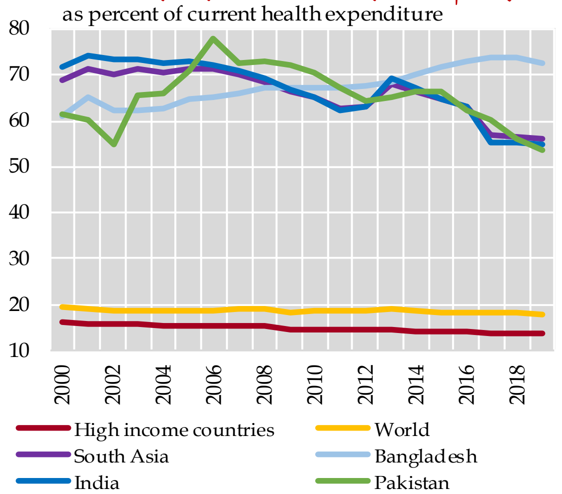


معالجے پر فی کس اخراجات میں اضافے نے آنے والی بہتری کا حصہ ہے۔ تاہم، صحت عامّہ کے دیگر اظہاریوں کے طرح پاکستان میں متوقع عمر دیگر جنوبی ایشیائی ممالک سے اب بھی کم ہے (شکل 7.27ب)۔

پاکستان کو آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہونے میں مسدود جسمانی نشوونما کے حوالے سے ایک اور چیلنج درپیش ہے۔ مسدود جسمانی نشوونمارُک جانا (پست قامتی)، یعنی عمر کے حساب سے جسمانی قامت میں کمی، بچوں میں غذائیت کی کمی کا ایک اظہار یہ ہے، جو انسانی وسائل اور پیداواریت کے نقصان پر منتج ہوتا ہے۔ اس سے سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں محدود ہو جاتی ہیں حصولِ تعلیم اور پڑھنے پڑھانے کی استعداد کم ہو جاتی ہے۔[119]، [120] پست قامتی کو روکنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے اثرات کو مکمل طور پر ختم کرنا مشکل ہے۔[121]

**7.27 الف: پاکستان میں ایک ہزار افراد میں اموات کا تناسب**

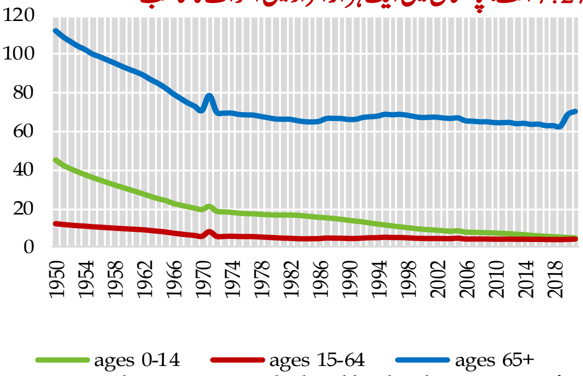


Note: Deaths per 1000 is calculated by dividing age-specific total deaths by respective age groups population in thousands.

**7.27 ب: نوزائیدہ بچوں کا امکانِ حیات**

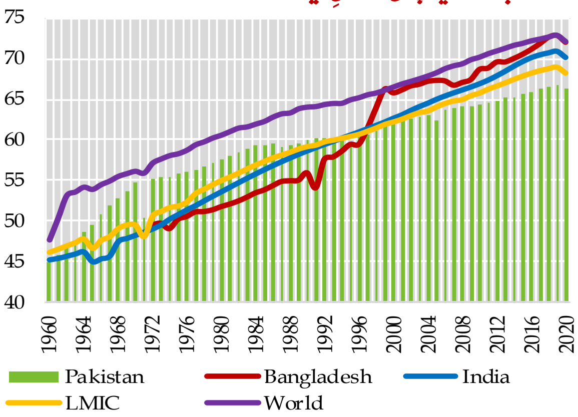


Source: UN Population Division, World Population Prospects, 2022

---

[119] L. Oot, K. Sethuraman, J. Ross, and A. E. Sommerfelt (2016). "The Effect of Chronic Malnutrition (Stunting) on Learning Ability, a Measure of Human Capital: A Model in Profiles for Country-Level Advocacy." Technical Brief Food and Nutrition Technical Assistance III Project

[120] K. G. Dewey and K. Begum (2011). Long-Term Consequences of Stunting in Early Life. Maternal and Child Nutrition, Vol 7, Issue S3

[121] J. L. Leroy, E. A. Frongillo, P. Dewan, M. M. Black, R. A Waterland (2020). "Can Children Catch up from the Consequences of Undernourishment? Evidence from Child Linear Growth, Developmental Epigenetics, and Brain and Neurocognitive Development." Advances in Nutrition, Volume 11, Issue 4.; M. Shekar, J. Kakietek, J. D. Eberwein, and D. Walters (2017). An Investment Framework for Nutrition: Reaching the Global Targets for Stunting, Anemia, Breastfeeding, and Wasting. Directions in Development. Washington, DC: World Bank.

**شکل 7.28: پاکستان میں پست قامتی کا پھیلاؤ**

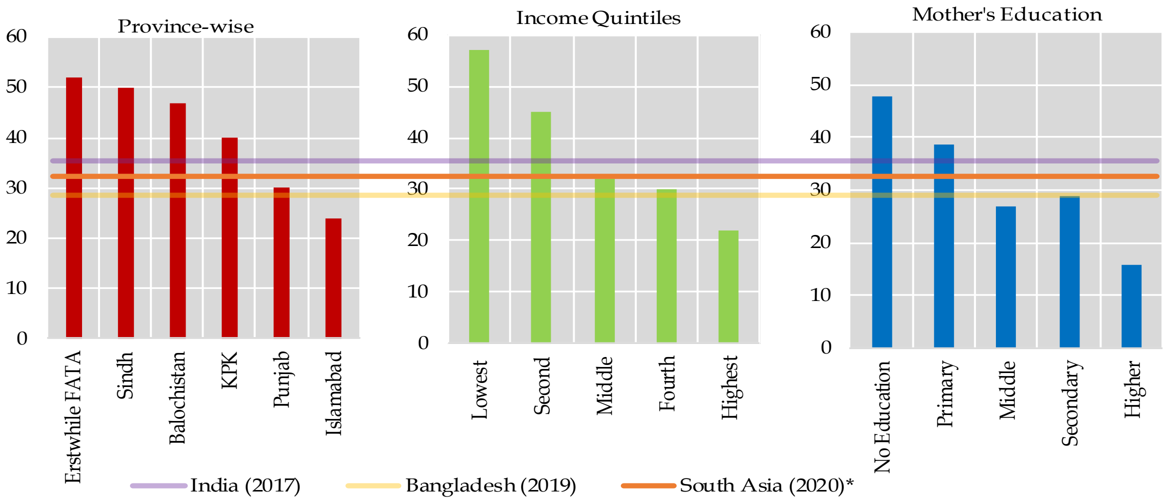


*The average is based on most recent surveys of the South Asian Countries
Source: PDHS 2017-18 and UNICEF, WHO and World Bank's Joint Child Malnutrition Estimates

اگرچہ پاکستان میں پست قامتی کی شرح 1986ء میں 62.5 فیصد سے کم ہو کر 2018ء میں 37.6 فیصد رہ گئی ہے، تاہم ہمارا شمار اب بھی دنیا کے ان 20 ممالک میں ہوتا ہے جو پست قامتی سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔[122] صوبائی لحاظ سے سندھ میں 50 فیصد بچے پست قامتی کا شکار ہیں، اور ملک میں اس حوالے سے بہترین کارکردگی کا حامل صوبہ پنجاب بھی بنگلہ دیش کی قومی اوسط سے پیچھے ہے (**شکل 7.28**)۔ چونکہ پست قامتی سب سے زیادہ غریب ترین اور سب سے کم تعلیم کے حامل طبقات کو متاثر کرتی ہے، جن میں مجموعی شرح پیدائش بھی بلند ہوتی ہے، اس لیے یہ ایک ایسا گرداب بن جاتا ہے جس میں انفرادی پیداواریت کمزور رہتی ہے جو پست اجرتوں، غذائیت کی کمی، غربت اور تعلیم کے فقدان کو جنم دیتی ہے، یہ تمام عناصر ایک دوسرے کے لیے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں اور مجموعی شرح پیدائش میں کمی کو روک دیتے ہیں جس کے نتیجے میں آبادیاتی مواقع پیدا نہیں ہو پاتے۔[123]

مسدود جسمانی نشونما کے سمجھ بوجھ اور سیکھنے کی صلاحیتوں پر منفی اثرات مکمل طور پر ختم نہ ہو سکنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے بچوں پر اِس کے اثرات بالغ ہونے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور کارکنوں کی پیداواریت کی کمزور ساخت ظاہر ہوتی ہے۔ 1986ء اور 2018ء کے درمیان مسدود جسمانی نشونما کے حوالے سے قومی سطح کے متعدد سرویز کے مطابق 2033ء تک ایسے بالغ افراد کی تعداد تقریباً 48 ملین ہو جائے گی جنھیں بچپن میں مسدود جسمانی نشونما کا سامنا رہا ہو۔ یہ تعداد 2033ء میں کام کاج کے قابل تقریباً 181 ملین نفوس کا لگ بھگ 27 فیصد بنتی ہے (**جدول 7.1**)۔

## 7.6 سازگار اقتصادی پالیسی ماحول

آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہونے والے ممالک نے پیداوار بڑھانے کے لیے تعلیم و صحت میں سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ سازگار اقتصادی پالیسی ماحول بھی تشکیل دیا ہے۔ بالخصوص موافق اقتصادی ماحول، بشمول بلند بچت اور سرمایہ کاری، پائیدار مالیاتی اور بیرونی خسارے؛ تجارت میں شفافیت؛ موافق صنعتی پالیسیاں؛ موثر منڈیاں (بشمول لیبر مارکیٹ)، اور صحت مند مسابقتی کیفیت آبادیاتی ثمرات سے استفادے کے لیے اہم سمجھی جاتی ہیں۔[124]

---

[122] ماخذ: عالمی بینک

[123] F. Siddiqui, R. A. Salam, Z. S. Lassi and J. K. Das (2020). The Intertwined Relationship between Malnutrition and Poverty. Frontiers in Public Health. Vol.8

[124] J. Page (1994). The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy. NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

**شکل 7.29: مجموعی بچت**

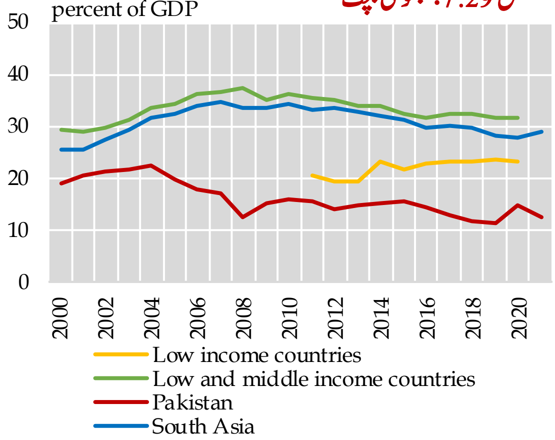


Source: World Bank

اگرچہ آبادیاتی ثمرات کے استفادے کے حوالے سے انتظامی بہتری کے مخصوص پالیسی اقدامات کے کردار کو ماپا نہیں جاسکتا، تاہم تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامی نظام کی سلامتی اور استحکام سے مشرقی ایشیائی ممالک کو آبادیاتی ثمرات حاصل کرنے میں مدد ملی۔ ایسا اچھے نظم ونسق اور معیاری اداروں کی بنا پر ہوتا ہے، جو بنیادی طور پر احتساب، حکومتی اثر انگیزی، ضوابطی معیار، قانون کی بالادستی، استحکام اور بدعنوانی کے سدباب کے گرد گھومتے ہیں، یہ عوامل اقتصادی ترقی کے لیے عمل انگیزی کا کردار ادا کرتے ہیں، جو آبادیاتی مواقع سے استفادے کے لیے ضروری ہے۔[125]

پاکستان میں مجموعی اقتصادی پالیسی ماحول کو مختلف چیلنجوں کا سامنا ہے۔ بلند لاگت اور سہولتوں کی ابتر فراہمی، معاشی پالیسی کی غیر یقینی، پست بچت اور شرح سرمایہ کاری تجارتی شفافیت کی کمی کے باعث معاشی عدم استحکام کے متواتر ادوار کا سامنا رہا۔ معاشی عدم استحکام سے ساختی اور ادارہ جاتی دشواریوں بشمول نامناسب مارکیٹ ڈویلپمنٹ، مسابقت کی کمی اور غیر فعال آپریشنل انفراسٹرکچر کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ مزید برآں، ٹھیکے کے نفاذ میں مسائل،

**جدول 7.1: اوائل عمری میں پستہ قامتی سے متاثرہ بالغ آبادی کا 2033ء میں تخمینہ**

| سال | 5 برس سے کم عمر والے بچوں میں پستہ قامتی کی شرح | 5 برس سے کم عمر والوں کی مجموعی تعداد** | مجموعی پستہ قامت آبادی | 2033ء میں پستہ قامتی سے متاثرہ افراد کی عمریں |
|---|---|---|---|---|
| | (فیصد) | (ملین) | (ملین) | |
| 1986ء | 62.5 | 16.2 | 10.1 | 47-52 |
| 1992ء | 42.7 | 19.5 | 8.3 | 41-46 |
| 2001ء | 41.4 | 22.1 | 9.2 | 32-37 |
| 2011ء | 43.6 | 24.4 | 10.6 | 22-27 |
| 2018ء | 37.6 | 27.3 | 10.3 | 15-19 |
| **کُل** | | **109.5** | **48.5*** | |

* ان تخمینوں میں شرح اموات کا احاطہ نہیں کیا گیا، جس سے ان اعدادوشمار میں کمی آسکتی ہے۔

تاہم، پستہ قامتی کے اعدادوشمار 1986ء کے بعد سے دستیاب ہوئے، تاہم باقاعدگی سے دستیاب نہیں ہیں، 2033ء پستہ قامت آبادی بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ اس میں 53 سے 64 برس، 38 سے 40 برس، 28 سے 31 برس اور 20 سے 21 برس کی عمروں کے پستہ قامتی سے متاثرہ افراد کے اعدادوشمار شامل نہیں ہیں۔

ماخذ: یونیسیف، ڈبلیو ایچ او اور عالمی بینک کے اعدادوشمار پر مبنی غذائیت کی کمی کے مشترکہ تخمینے

تنازعات کے حل اور اختراع کو قانونی تحفظ کے ساتھ ساتھ بدعنوانی کے واقعات بھی معاشی نمو میں حائل دیگر رکاوٹوں میں شامل ہیں۔[126] اگرچہ آبادیاتی ثمرات کے نقطۂ نظر سے ان چیلنجوں کے تدارک کی ضرورت ہے، تاہم ذیل میں درج دو چیلنج خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

## بچت

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، سازگار عمر کی ساخت کے کلیدی فوائد میں سے ایک فائدہ بلند فی کس بچت ہے۔[127] بچت کی بلند سطح سے ملک میں سرمایہ کاری کو ترغیب ملتی ہے جس سے معاشی نمو کا مثبت تعلق ہے؛ فی الواقع، مشرقی ایشیائی ملکوں کی، جو ایشیا میں آبادیاتی تبدیلی حاصل کرنے والے اوّلین ممالک تھے، بلند شرح نمو کو مدد بلند بچت سے ملی۔[128] گہرے ملکی مالی نظام اور بچت کی بلند

[125] K. Patierno, S. Gaith, and E. L. Madsen (2019). Which Policies Promote a Demographic Dividend? An Evidence Review. Washington D.C.: Population Reference Bureau; World Bank (2017). Governance and the Law: World Development Report. Washington D.C.: World Bank

[126] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان میں سرمایہ کاری میں رکاوٹ ڈالنے والے عوامل۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2015ء)۔ پاکستانی برآمدات میں تعطل کی وجہ کیا ہے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2021ء)۔ پاکستان کے خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2020ء)۔ پاکستان میں مسابقت کی کیفیت۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک؛ منصوبہ بندی کمیشن (2011ء) پاکستان: اقتصادی نمو کا فریم ورک، اسلام آباد: پلاننگ کمیشن۔

[127] معاشی نمو کا یہ مرحلہ آبادی کا ثانوی ثمر کہلاتا ہے، جو آبادی کی تبدیلی کے بعد میں آنے والے مرحلے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔

[128] P. R. Masson, T. Bayoumi, and H. Samiei (1995). Saving Behavior in Industrial and Developing Countries. In Staff Studies for the World Economic Outlook. International Monetary Fund.

شرح نے بھی ملائشیا اور تھائی لینڈ کو مہنگی مالکاری سے بچاتے ہوئے ان کے خسارے کو پورا کیا۔[129] درکار زائد بچت سے مزید مالی شمولیت کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ شمولیتی مالی نظام کی عدم موجودگی سے آمدنی کی عدم مساوات بڑھتی اور معاشی نمو سُست روی کا شکار ہوتی ہے۔[130]

**شکل 7.30: مالی شمولیت**

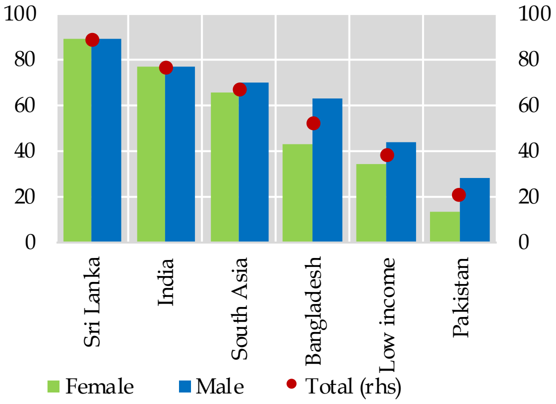


Source: World Bank

تاہم، پاکستان کے اندر بلند مہنگائی کی موجودگی میں پست آمدنی، شرح منافع اور سرکاری سرمایہ کاری کی وجہ سے باضابطہ بچت خاصی کم ہے (**شکل 7.29**)۔[131] پست بچت کے باعث سرمایہ کاری کم ہوتی ہے، جس پر سطحی نوعیت کی مالی منڈیاں، بڑی غیر رسمی معیشت اور دیگر ادارہ جاتی اور انتظامی چیلنجز بشمول محاصل جمع کرنے میں ساختی کمزوریاں جو پست سرکاری بچت کا سبب بنتی ہیں، سے اثرانداز ہوتی ہیں۔[132] ملک میں پنشن، بیمہ اور سماجی بہبود کے نظام بھی کمزور رہے، جس کی وجہ ملک میں بیمہ اور پنشن فریم ورک کے منظرنامے کو ادارہ جاتی اور استعدادکاری کے درپیش چیلنجز ہیں۔[133] یہ صورتِ حال دوررخی چیلنج پیش کرتا ہے: (الف) طویل مدتی منصوبوں کی مالکاری کے لیے درکار طویل مدتی بچت کی پست سطح کے مسئلے میں اس کا حصہ ہے؛ اور (ب) کام کاج کے قابل عمر کی آبادی کی بعد از ریٹائرمنٹ زندگی کے لیے خطرے کا باعث ہے۔

اگرچہ ملک میں حالیہ برسوں کے دوران مالی شمولیت کی سطح بہتر ہوئی ہے، تاہم پاکستان اس ضمن میں اب بھی اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے ہے، جہاں صنفی تفاوت بھی قدرے زیادہ ہے (**شکل 7.30**)۔ مزید برآں، ملک میں نجی شعبے کو مجموعی قرضے میں بھی بڑی حد تک اضافے کی ضرورت ہے (**شکل 7.31**)، کیونکہ بیشتر قرضے افراد، نہایت چھوٹے، چھوٹے اور درمیانے اداروں (ایم ایس ایم ایز) کے بجائے بڑے کارپوریٹ اداروں کو چلے جاتے ہیں۔ نتیجتاً، انفرادی شخصیات اور ایم ایس ایم ایز بڑی حد تک اپنی بچت (کمائی یا مالکان کی ذاتی رقوم) اور غیر رسمی قرضوں پر انحصار کرتے ہیں جو مہنگے اور ناقابل بھروسا ہوتے ہیں۔[134] ان رجحانات کے مجموعی اثرات بڑھتی ہوئی نوجوان آبادی کے ضمن میں مشکلات پیش کرتے ہیں کیونکہ بچت سرکاری اور نجی سرمایہ کاری کی ابھرتی ہوئی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ تاہم، اسٹیٹ بینک کی جانب سے ایس ایم ای مالکاری، ہاؤسنگ اور اسلامک بینکاری جیسے حالیہ اقدامات درست سمت کی طرف ایک قدم ہیں۔[135]

**شکل 7.31: نجی شعبے کو قرضے**

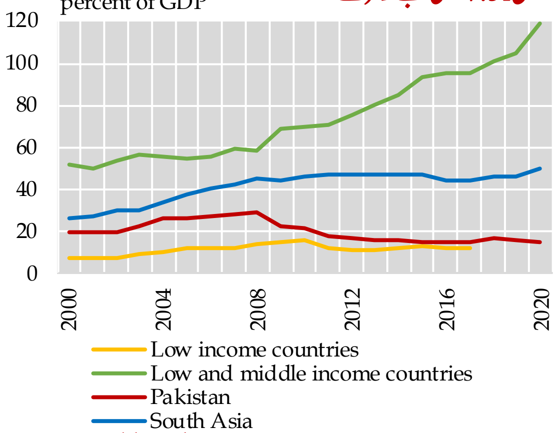


Source: World Bank

[129] . Page (1994). The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy. NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

[130] A.Demirguc-Kunt and R. Levine (2009). "Finance and Inequality: Theory and Evidence." Annual Review of Financial Economics, 287-318

[131] اے علی (2016ء)۔ پاکستان میں بچت اور سرمایہ کاری۔ اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ 01/16۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[132] اسٹیٹ بینک (2019ء)۔ پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[133] ایشیائی ترقیاتی بینک۔ پاکستان کے پنشن اور بیمہ نظام کی مضبوطی۔ سوشل پروٹیکشن بریف۔ منیلا: ایشیائی ترقیاتی بینک

[134] اسٹیٹ بینک (2006ء)۔ مالی استحکام کا جائزہ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2020ء) پاکستان میں مسابقت کی کیفیت۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[135] اسٹیٹ بینک (2018ء)۔ مہنگائی اور زری پالیسی۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک۔ ایس ایم ایز اور دیگر شعبوں کے لیے اسکیمیں: اسٹیٹ بینک۔ www.sbp.org.pk/Incen-others/index.asp

**7.32: پاکستان میں بے روزگار آبادی کی شرح**

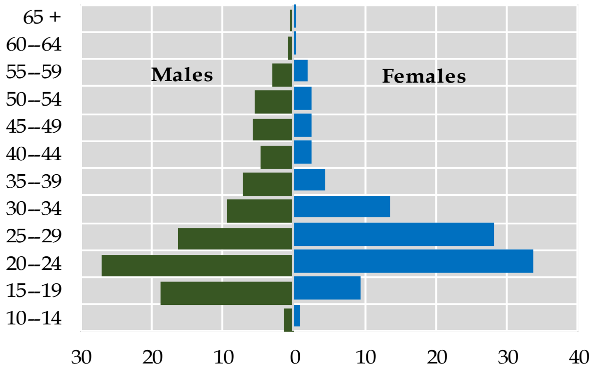


Source: Labor Force Survey 2020-21

**7.33: خواتین کارکنوں کی شرکت**

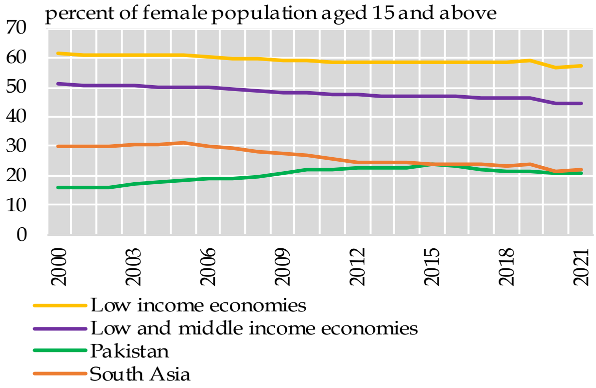


Source: World Bank (ILO modeled estimates)

مزید بر آں، جی ڈی پی میں مجموعی سرمایہ کاری کے اعتبار سے پاکستان اپنی جی ڈی پی کے 15 فیصد کے ساتھ خطے میں سب سے پیچھے ہے۔ تقابلی اعتبار سے بھارت اور سری لنکا کی جی ڈی پی میں مجموعی سرمایہ کاری کا حصہ 30 فیصد سے زائد ہے۔ اسے ملک میں پست بچت سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کی وجوہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر بلند انحصار، پست کاروباری نمو، معاشی عدم استحکام اور پالیسی کی غیر یقینی ہیں۔[136]

## نوجوانوں کے لیے مواقع

ملک میں نوجوانوں کی آبادی میں اضافہ کام کاج کے قابل آبادی میں اضافے کی مرہون منت ہے اور شمولیتی معاشی نمو اور وسائل کے بہتر استعمال کی مدد سے آبادیاتی ثمرات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے نوجوانوں کو معیشت کے پیداواری شعبوں میں ملازمت اور آجر بننے کے مواقع سے فائدہ اٹھانا ہوگا، اور پیداوار فوائد اور اجرتی نمو میں کردار ادا کرنے کے لیے اسے مناسب تعلیم یا ہنر حاصل کرنا ہوگا۔[137] تاہم، پانچ کلیدی چیلنج پاکستان میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کو محدود کرتے ہیں۔

اوّل، کام کاج کے قابل نوجوانوں کی تعداد میں اضافے کی نسبت معاشی نمو کی رفتار انہیں مواقع فراہم کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ اس کے برعکس نوجوانوں کو کام کاج کے مواقع فراہم کرنے کے لیے شرح نمو کم از کم 6 سے 7 فیصد تک ہونی ضروری ہے[138]، 2001-22ء میں پاکستان کی جی ڈی پی نمو اوسطاً صرف 4.3 فیصد رہی۔[139] اس کے نتیجے میں بالخصوص آبادی کے نوجوان طبقے میں بے روزگاری خاصی بلند رہی (**شکل 7.32**)۔

دوم، بے روزگار خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے، حالانکہ ملک میں مردوں کے تقریباً 78 فیصد کے تقابل میں پیشہ ورانہ کام کاج سے منسلک خواتین کی شرح تقریباً 20 فیصد ہے، جو ہم سر ممالک سے خاصی کم ہے (**شکل 7.33**)۔ پاکستان کی کُل آبادی میں خواتین کا 49 فیصد[140] حصہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر پاکستان آبادی کے ثمرات سے استفادے کا خواہاں ہے تو اسے معیشت میں خواتین کے حصے کو بڑھانا ہوگا۔[141]

---

[136] U. Ahmad, A. Urooj, and U. Zia (2022). Business and Investment Issues in Pakistan (No. 2022: 91). Pakistan Institute of Development Economics.

[137] S. Dewan and E. Ekkehard (Winter 2020). "Rethinking the World of Work". Finance and Development (www.imf.org/external/pubs/ft/fandd/2020/12/rethinking-theworld-of-work-dewan.html).

[138] Planning Commission (2011). Pakistan: Framework for Economic Growth. Islamabad: Planning Commission; World Bank (2018). South Asia Economic Focus, Spring 2018: Jobless Growth? Washington DC: World Bank

[139] The GDP growth of 2001-16 is calculated by taking 2005-06 as base period; while GDP growth rates for 2017-22 are based on 2015-16 as the base period. Source: National Income Accounts. Islamabad: Pakistan Bureau of Statistics (www.pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/national_accounts/2021-22/Table_1.pdf)

[140] مردم شماری (2017ء)۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

[141] World Bank (2019). *Pakistan @ 100 – Shaping the Future.* Washington D.C.: World Bank

**شکل 7.34: کارکنوں کی پیداواریت**

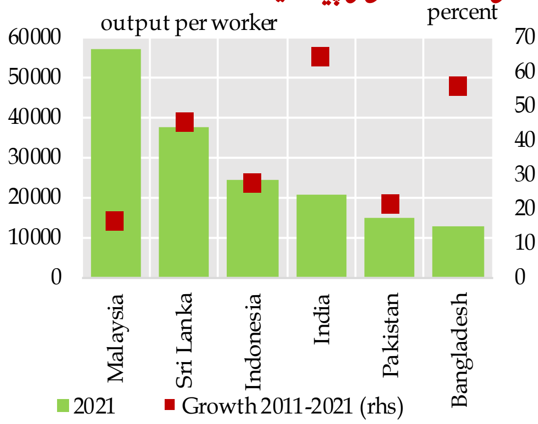


Note: GDP constant 2017 international $ at PPP
Source: International Labour Organization

اس مقصد کے لیے دیگر چیزوں کے علاوہ سماجی روایات اور ثقافتی رویوں میں تبدیلی درکار ہے، جس میں یہ تصور بدلنا بھی شامل ہے کہ "خواتین کو گھر سے باہر کام کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے" اور والدین کی یہ خواہش کہ لڑکیوں کی زندگی گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال تک محدود ہو۔[142] مزید بر آں، خواتین کی نقل و حرکت پر پابندیوں کو کم کرنے کے لیے تعلیمی اور تربیتی ادارے اور ملازمت کی جگہیں ان کے گھر سے قریب ہونی چاہئیں اور انہیں محفوظ ماحول فراہم کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً جرائم کم ہوں۔[143] درحقیقت، جن خواتین کے پاس خود مختاری (agency) ہو اور وہ اس کا اظہار بھی کرتی ہوں ان میں کم شرح پیدائش بھی پائی جاتی ہے، اور وہ تعلیم، ہنر اور ملازمت کے مواقع کے حصول کے لیے سماجی رکاوٹیں دور کرنے کے بہتر طور پر قابل بھی ہوتی ہیں۔[144]

تیسرا چیلنج معیشت کے پیداواری شعبوں میں کام کاج کے مواقع کے معیار سے متعلق ہے۔ ایک جانب پاکستان میں غیر رسمی روزگار کی شرح خاصی بلند ہے۔[145] روزگار کے حامل افراد کی مجموعی تعداد کا ایک تہائی حصہ غیر رسمی ملازمتوں سے وابستہ ہے،[146] جبکہ لگ بھگ 71 فیصد خواتین غیر رسمی شعبے میں کام کررہی ہے۔[147] غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کی اکثریت اجرتوں سے محروم ہے، کیونکہ 52 فیصد نوجوان خواتین اجرتوں سے عاری گھریلو کام کاج سے منسلک ہیں، جس کا بیشتر حصہ زرعی شعبے میں ہے۔[148] نیز، غیر رسمی شعبے میں تقریباً 47.6 فیصد کارکنوں کو مقررہ کم از کم حد سے بھی کم اجرت ادا کی جاتی ہے، جس کی وجہ تخصیصی ہنر مندی کا فقدان اور نیم خواندگی یا تعلیم اور تربیت سے بے بہرہ ہونا ہیں۔[149] ملازمتوں کی منڈی میں غیر رسمیت کی بلند سطح کارکنوں کو زمانے کے سرد و گرم کے حوالے سے زد پذیر بنا دیتی ہے، جو پست بچت اور تعلیم و صحت تک نامناسب رسائی پر منتج ہوتا ہے۔

---

142 A. L. Minardi, M. Akmal, L. Crawfurd, and S. Hares. (2021). Promoting Gender Inequality in Pakistan Means Tackling Both Real and Misplaced Gender Norms. Centre for Global Development (CGD) Blog Post. Washington D.C.: CGD.

143 E. Field and K. Vyborny (2022). Women's Mobility and Labor Supply Experimental Evidence from Pakistan. Asian Development Bank Economics Working Paper Series No. 655. Manila: ADB; and A. Cheema, A. I. Khwaja, M F. Naseer and J. N. Shapiro (2020). Glass Walls: Experimental Evidence on Access Constraints Faced by Women. Working Paper

144 A. Cheema, A. I. Khwaja, M F. Naseer and J. N Shapiro (2020). Glass Walls: Experimental Evidence on Access Constraints Faced by Women, Working Paper; G. Samari (2019). "Education and Fertility in Egypt: Mediation by Women's Empowerment." SSM - Population Health Volume 9; A. Sayeed and N. Ansari (2019). Women's Mobility, Agency, and Labour Force Participation in the Megacity of Karachi, International Growth Centre (IGC), Reference Number: C-37429-PAK-1. London: IGC and Asian Development Bank (2016). Policy Brief on Female Labor Force Participation in Pakistan, Policy Brief No. 70. Manila: ADB

145 ILO (2017). Pakistan Hidden Workers: Wages and Conditions of the Home-based Workers and the Informal Economy. Geneva: ILO

146 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ افرادی قوت کا سروے۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

147 Asian Development Bank (2020). Pakistan, 2021-2025: Lifting Growth, Building Resilience, Increasing Competitiveness. Country Partnership Strategy. Philippines: ADB

148 UN Women (2020). Status Report: Young Women in Pakistan. New York: United Nations

149 M. Ali Choudhary, S. Mahmood, and G. Zoega (2016). Informal Labour Markets in Pakistan. SBP Working Paper No .75. Karachi: SBP

**7.35 الف: پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم**

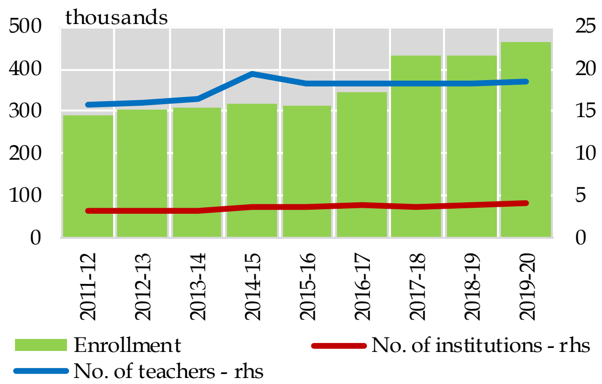


Source: Pakistan Ecoonmic Survey 2021-2022

دوسری جانب، 1991ء تا 2019ء کے عرصے میں صنعتوں کا ملازمتوں میں حصہ 21 فیصد رہا،[150] کیونکہ سرمایہ کاری کا رخ پست پیداواری شعبوں جیسے رئیل اسٹیٹ (زمین جائیداد کی خرید و فروخت)،[151] یا پست قدرِ اضافی شعبوں بشمول بنیادی زرعی اجناس یا پست ٹیکنالوجی کی حامل اشیا سازی (مثلاً، سوتی کپڑا اور لائٹ انجینئرنگ) کی جانب رہا۔[152] یہ امر بلند پیداواری زمروں میں نوجوانوں کے لیے کام کاج کے مواقع میں اضافہ کم اور فی کس آمدنی کی نمو محدود کردیتا ہے۔

ملک میں اطلاعاتی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی صنعت میں حالیہ برسوں کی پیش رفت خوش آئند ہے، جس میں اطلاعاتی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی کی برآمدی نمو، ملکی ای کامرس صنعت، ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس کے ساتھ کال سینٹرز میں توسیع اور کاروباری عمل کی آؤٹ سورسنگ شامل ہے۔ تاہم، درست ہنر کو پالیسی کا مرکزِ نگاہ بنانا کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔[153] کارکنوں کی منڈی (لیبر مارکیٹ) میں نئے رجحانات ابھر رہے ہیں اور عالمی طلب کا جھکاؤ زیادہ سمجھ بوجھ اور تکنیکی ہنروں بشمول تجزیاتی سوچ، ہم آہنگی اور تخلیق کاری کی جانب ہے۔ کارکنوں کے ہنر کو ان خطوط پر نکھارنا پیداوار میں اضافے کے لیے نہایت اہم کردار ادا کرے گا۔[154]

**7.35 ب: تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم سے محروم آبادی کی شرح**

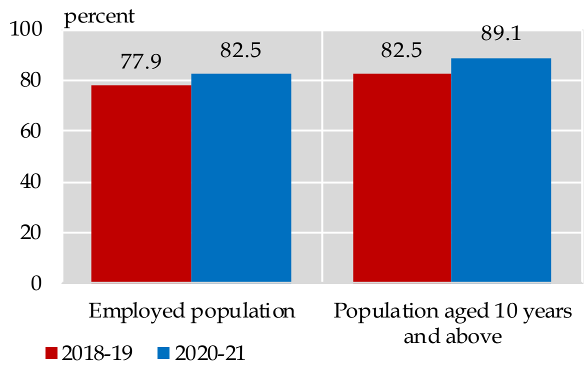


Source: Labour Force Survey 2020-21.

چوتھا اہم چیلنج ہنرمند اور پیداوار کی استعداد رکھنے والے کارکنوں کا ہے۔ پاکستان میں کارکنوں کی پیداواری استعداد ہم سر ممالک کی نسبت کمزور ہے، جو سُست رفتار سے نمو پذیر ہے (**شکل 7.34**)۔ ناکافی تعلیم (جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے)، پاکستان کے کارکنوں کی پیداوار کے اس رجحان کے پس منظر میں ایک اور کلیدی عامل تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت اور حصولِ تعلیم کے طویل مدتی نظام کے مابین خلیج ہے۔ اگرچہ اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں کہ کارکنوں کو تربیت دینے سے ان کی پیداواریت بڑھتی ہے، تاہم پاکستان میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کو کئی طرح کے چیلنجز بشمول طلب ورسد، عدم موافقت، نامناسب جغرافیائی احاطہ کاری اور تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کے لیے اساتذہ اور سہولتوں کی کمی کا سامنا ہے (**شکل 7.35 الف**)۔ مزید برآں، ٹی وی ای ٹی سنٹرز میں موجود ٹیکنالوجی از کار رفتہ ہے، اور باضابطہ ٹی وی ای ٹی شعبے اور صنعتی اداروں کے مابین غیر موثر روابط اس نظام کی پہچان بن چکے ہیں۔[155]

آبادی کے ثمرات کے امکانات سے استفادے کے لیے جن نوجوانوں کو پیشہ ورانہ تربیت دینے کی ضرورت ہے ان کی تعداد کا سالانہ تخمینہ تقریباً 6 ملین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نظام میں کم از کم مزید 45000 تربیتی اداروں اور تکنیکی شعبوں کے دو لاکھ اساتذہ بھرتی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس فی الحال تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیتی شعبے کے کُل 3740 اداروں

[150] ماخذ: عالمی ترقیاتی اظہاریے، عالمی بینک۔

[151] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[152] اسٹیٹ بینک (2020ء)۔ عالمی قدری زنجیریں- پاکستان کے لیے مضمرات۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[153] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات کی کارکردگی۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[154] عالمی اقتصادی فورم۔ (2020ء اکتوبر)۔ ملازمتوں کی رپورٹ کا مستقبل، سوئٹزرلینڈ: عالمی اقتصادی فورم

[155] اسٹیٹ بینک (2020ء) پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت: پیداواری اضافے کی راہ میں حائل مسائل اور چیلنجز۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

میں 18207 تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں جبکہ داخلے کے لیے 0.4 ملین سے کچھ زائد تربیتی نشستیں دستیاب ہیں۔[156] ایل ایف ایس کے مطابق ملازمت پیشہ آبادی کا تقریباً 83 فیصد تناسب وہ ہے جس نے کسی قسم کی تکنیکی یا پیشہ ورانہ تربیت حاصل نہیں کی (**شکل 7.35ب**)۔

اس کے لیے ہنر مندی کا فروغ چاہیے جس کے لیے سرکاری اور نجی سرمایہ کاری بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تاہم، پیشہ ورانہ تربیت کے اقدامات کو تعلیم کا متبادل نہیں سمجھنا چاہیے۔ درحقیقت، شواہد بتاتے ہیں کہ اسکول کی تعلیم کے بجائے پیشہ ورانہ تعلیم دلانے سے انسانی سرمائے کی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں،[157] جب کہ لیبر مارکیٹ ٹی وی ای ٹی کے فارغ التحصیل افراد کی تلاش کرتی ہے جس کا انحصار ان پروگراموں کا ہدف بنائے گئے افراد کی نوعیت پر ہوتا ہے، جیسے ان کی گذشتہ تعلیم کی سطح، ٹی وی ای ٹی سرٹیفکیٹ کی ڈگری، اور اساتذہ کی اہلیت۔[158]

پانچواں چیلنج انٹرپرینیورشپ سے متعلق ہے جو کارکنوں کی منڈی میں بہتری لانے اور ملازمتیں پیدا کرنے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔[159] اس پس منظر میں پاکستان میں انٹرپرینیورشپ کا کلچر نہیں پایا جاتا جسے بدلنے کی ضرورت ہے۔ ایک جانب تو حکومت کی کاروبار میں شمولیت کم کی جانی چاہیے۔ چونکہ انٹرپرینیورشپ کو خطرہ مول لینے اور اختراع کا امتزاج سمجھا جاتا ہے، اس لیے ملک میں حکومت کا مداخلتی کردار انٹرپرینیورشپ کی نمو میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔[160] دوسری جانب نوجوان انٹرپرینیورز کے لیے مناسب ماحول وضع کیا جانا چاہیے۔ 2019ء کے گلوبل انٹرپرینیورشپ انڈیکس میں پاکستان 137 ممالک میں سے 109 ویں نمبر پر آیا، جہاں انٹرپرینیورشپ کے لیے مددگار عوامل جیسے اسٹارٹ اپ کے ہنر، تعاون کا کلچر، مصنوعات اور مصنوعات سازی میں اختراع، ٹیکنالوجی اپنانے وغیرہ کے لحاظ سے پاکستان اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے رہا (**شکل 7.36**)۔[161]

**7.36: انٹرپرینیورشپ میں مددگار عوامل (2018ء)**

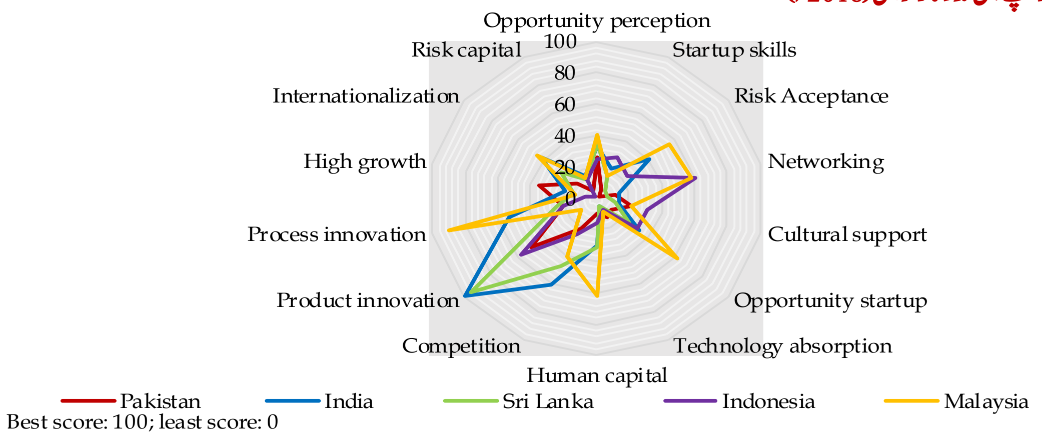


Source: Global Entrepreneurship and Development Institute

[156] International Labor Organization (2019). State of Skills – Pakistan (1919-2019). Geneva: ILO

[157] P. Loyalka, X. Huang, L. Zhang, J. Wei, H. Yi, Y. Song, Y. Shi, and J. Chu (2016). "The Impact of Vocational Schooling on Human Capital Development in Developing Countries: Evidence from China." *World Bank Economic Review* 30(1):143-70

[158] P. Loyalka, X. Huang, L. Zhang, J. Wei, H. Yi, Y. Song, Y. Shi, and J. Chu (2016). "The Impact of Vocational Schooling on Human Capital Development in Developing Countries: Evidence from China." *World Bank Economic Review* 30(1):143-70, and P. Vandenberg and J. Laranjo (2020). *The Impact of Vocational Training on Labor Market Outcomes in the Philippines.* Asian Development Bank (ADB) Economics Working Paper Series, NO. 621. Manila: ADB

[159] R. Nallari., B. Griffith, Y. Wang, S. Andriamananjara, D.H. Chen, and R. Bhattacharya (2011). Entrepreneurship, Growth, and Job Creation. Washington D.C.: World Bank

[160] این یو حق (2007ء)۔ پاکستان میں انٹرپرینیورشپ (نمبر 22190)۔ مشرقی ایشیائی دفتر برائے معاشی تحقیق

[161] Global Entrepreneurship Research Association (2019). Global Entrepreneurship Monitor. London: GERA; Global Entrepreneurship and Development Institute (2018). Global Entrepreneurial Index. Washington D.C.: GEDI

اگرچہ اس سلسلے میں کچھ بہتری دکھائی دی ہے جیسے ملک کے صفِ اول کے تعلیمی اداروں میں انکیوبیشن سنٹرز کا قیام، تاہم اختراع اور تخلیقی سوچ کا کلچر پروان چڑھانے کے لیے ملک گیر سطح پر اشتراک ضروری ہے کیونکہ دنیا تیزی کے ساتھ معلومات پر مبنی معیشت کی طرف جا رہی ہے۔ نیز، معیاری تعلیم کے بغیر انٹرپرینیورشپ کا حصول ناقابلِ عمل ہے۔[162]

## 7.7 اختتامی کلمات

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ تیز رفتار معاشی نمو اور ترقی میں محض آبادی کے سازگار ڈھانچے ہی کا کردار نہیں ہوتا، پاکستان کی آبادی کے چیلنج اور خوش کن امکانات پر اس بحث سے دو بنیادی مشاہدات سامنے آتے ہیں جو معیشت کے سرکاری اور نجی دونوں فریقوں کی توجہ چاہتے ہیں۔

پہلا مشاہدہ یہ ہے کہ پاکستان کی مجموعی شرح افزائش میں کمی کی رفتار بڑھائی جائے۔ اگرچہ آبادی میں تغیر اور آبادی کے ثمرات سے کامیاب استفادے کے حوالے سے ہر ملک کے اپنے منفرد تجربات ہیں، تاہم، شرح افزائش میں مسلسل کمی کے ذریعے آبادی کے ڈھانچے میں تبدیلی کرنا، آبادی کے ثمرات سے استفادے کی جانب پہلا قدم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر مجموعی شرح افزائش میں کمی نہیں آتی، جس کی بنا پر آبادی کے ثمرات حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے، تو پاکستان کو نوجوانوں اور بوڑھوں دونوں کی بلند مخصر شرح کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، کیونکہ اس وقت کارگر افراد کی عمر بعد میں 65 سے بھی بڑھ جائے گی۔

اس ضمن میں فیملی پلاننگ پروگراموں کو توسیع دینے اور توانا کرنے کی ضرورت ہے، بالخصوص ایسی سماجی و معاشی اور جغرافیائی حدود میں جہاں مجموعی شرح افزائش بلند ہو۔ اس کے لیے نجی شعبے کے ساتھ شراکت داری کی جا سکتی ہے اور ہدفی طریقے کے لیے واؤچر اسکیمز[163] اور ماں، نوزائیدہ بچے اور بچوں کی صحت کے پروگراموں کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ انتظامی امور میں آسانی اور وسیع قبولیت ہو۔

ایک اور قابلِ غور نکتۂ نظر مجموعی بلند شرح افزائش کے باعث ابھرنے والے چیلنجوں سے آگاہی کے لیے سول سوسائٹی کو ساتھ ملانا ہے۔ افزائش کے فائدے اور نقصانات نہ صرف اندرونی تا انفرادی گھرانوں کے لیے ہیں، بلکہ یہ معیشت میں دیگر پر بوجھ ڈالتی ہے اور فائدہ دیتی ہے۔ یہ بیرونی عوامل، منفی یا مثبت، اس موضوع پر حکومتی غور و خوض کے لیے پختہ بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ایسا استدلال، جسے میڈیا اور کارپوریٹ سماجی احساسِ ذمہ داری سے سہولت دی جا سکتی ہے، جدید حقیقتوں کی مرہون منت جہاں تیزی سے پیچیدہ ہوتی معیشتوں کو پیداواری استعداد بڑھانے کے لیے باضابطہ تعلیم میں توسیع درکار ہوتی ہے۔ آیا اس کا مالی بار نجی آمدنی اور بچت (مثلاً، والدین) یا سرکار پر پڑے، لیکن بلند شرح افزائش کے نتیجے میں تعلیم پر مجموعی مصارف بھی بلند ہو جاتے ہیں، جو مجموعی شرح افزائش پست ہونے کی صورت میں کہیں اور خرچ کیے جا سکتے تھے۔ اس احساس کی وجہ بڑھتی ہوئی مادّی خواہشات اور مارکیٹ کی علامات پر دانشمندانہ ردِعمل کے ساتھ، پہلے ہی پاکستان کے بلند آمدنی والے طبقوں میں بڑے کنبے کا رجحان نسبتاً کم ہے۔ نتائج کے اعتبار سے اس بات کا امکان ہے کہ امیر گھرانے کام کاج کی موافق عمر کے ثمرات زیادہ تیزی سے حاصل کر سکتے ہیں بہ نسبت بلند مجموعی شرح افزائش کے حامل غریب گھرانوں کے، اور اس لیے آمدنی اور دولت کی عدم مساوات میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

چونکہ آبادیاتی تغیر اور اس کے بعد آبادی کے ثمرات قدرے طویل اور سست عمل ہے، تاہم، بیشتر اوقات حکومت اور پالیسی ساز اس پر توجہ نہیں دیتے۔ اس تسلیم کرتے ہوئے، ملک بھر میں آبادی کے اِن پُٹ اور آؤٹ پُٹ اظہاریوں کی حامل سالانہ رپورٹنگ، مختلف صوبائی اور وفاقی مجموعی شرح افزائش سے متعلق پروگراموں کا تفصیلی جائزہ اور دیگر منسلکہ امور ملک کی آبادی اور مجموعی شرح افزائش کے چیلنج کی بابت نشاندہی میں معاون ثابت ہوں گے۔ یہ امر سپریم کورٹ پاکستان[164] کی تشکیل کردہ نیشنل ٹاسک فورس کی سفارشات کے مطابق ہے، جسے بعد ازاں مشترکہ مفادات کونسل کی

---

[162] A. Najam and F. Bari (2017). Unleashing the potential of a young Pakistan. United Nations Development Programme, Pakistan.

[163] B. Bellows, M. Ali, A. M. Mir (2020). Best Bets: Vouchers for Rights-based, Voluntary Family Planning. Best Bets for Accelerating Family Planning in Pakistan. Islamabad: Population Council, Pakistan.

[164] سپریم کورٹ آف پاکستان، انسانی حقوق کا کیس نمبر 17599 برائے 2018ء بعنوان پاکستان کی آبادی میں خطرناک حد تک اضافہ، 3 جنوری 2019ء، جو بمطابق 5 اگست 2022ء اس لنک پر دستیاب ہے، www.supremecourt.gov.pk/downloads_judgements/H.R.C._17599_2018.pdf

منظوری ملی، ان سفارشات میں مجموعی شرحِ پیدائش میں کمی لانے کے حوالے سے متفقہ قومی بیانیے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ اس قسم کے اتفاق رائے نے دہائیوں پہلے ترکیہ، ملائیشیا، انڈونیشیا اور ایران جیسے ممالک کو افزائش سے متعلق تبدیلیوں میں تیزی لانے میں مدد دی تھی۔[165]

دوسرا بنیادی مشاہدہ نوجوان آبادی اور آبادی کے ثمرات میں تفاوت سے متعلق ہے۔ اس تفاوت کے دو بنیادی پہلو ہیں۔ اوّل، اگرچہ آبادی کا تناظر تیز تر معاشی نمو اور ترقی کے امکانات پیش کرتا ہے، جس کی وجہ آبادی کے ڈھانچے میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، تاہم عمر کے موافق ڈھانچے سے مبرّا نوجوانوں کی بڑی آبادی کی موجودگی ازخود تیز تر معاشی نمو پر منتج نہیں ہوتی۔ دوم، اگر کارگر آبادی کا تناسب دوسروں پر منحصر آبادی کی نسبت سازگار ہو، تب بھی آبادی کے تناظر سے ثمرات کا حصول ناگزیر پالیسیوں، ملکی آبادی کے لیے تعلیم و صحت کے شعبوں میں بہتری اور کارکنوں کو معیشت کے پیداواری زمروں میں ترقی کے لیے درکار ضروری مواقع کی فراہمی، کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں۔

اس کی روشنی میں پچھلے حصے میں درج شدہ حقائق اہمیت کے حامل ہیں۔ ملک میں خواندگی کے موجودہ تخمینے، اور فی الوقت کام کاج کے قابل آبادی اور آئندہ دس برسوں میں کام کاج کے قابل ہو جانے والوں دونوں میں پرائمری سطح کی تعلیم کے حصول کی پست شرح کے پیشِ نظر 2031ء میں ملک کی کام کاج کے قابل آبادی کی تقریباً 54 فیصد پیداواریت خطرے میں ہے۔ اسی طرح ایک تخمینے کے مطابق 2033ء میں کام کاج کے قابل آبادی میں تقریباً 27 فیصد ایسے افراد ہوں گے جنہیں بچپن میں جسمانی نشو نما رُک جانے کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ اس حقیقت کے سبب کہ جسمانی نشو نما رُک جانے کے اثرات مکمل طور پر دور نہیں ہوسکتے، یہ امر آبادی کی صلاحیتوں سے مکمل فیضیابی کے امکانات میں حائل ہوتا ہے۔

یہ خطرات صحت و تعلیم بشمول تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم میں سرمایہ کاری بڑی حد تک بڑھانے کی دلیل کو تقویت دیتے ہیں۔ یہ سرمایہ کاری مجموعی شرح افزائش میں کمی، اور افرادی قوت کے لیے زیادہ تکنیکی اور بلند مشاہرے والی ملازمتوں کے مواقع فراہم کرنے کی غرض سے موزوں حالات پیدا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ صحت و تعلیم پر سرمایہ کاری میں تاخیر یا سُست روی سے آبادی کے ثمرات خطرے میں پڑ جاتے ہیں کیونکہ تعلیم و صحت پر سرمایہ کاری سے جنم لینے والی تبدیلی کو صحت مند، اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ کارکنوں کی تشکیل میں ایک لمبا عرصہ لگتا ہے۔

مالی شمولیت میں اضافے کے ساتھ ساتھ مالی منڈیوں کو گہرا کرنے اور باضابطہ بچت کی ترغیب دینے کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ آبادیاتی ثمرات کے حصول کے لیے بلند سطح کی بچت کو فروغ دینا اہم راستہ ہے۔ اسی طرح جامع معاشی اور گورننس پالیسیوں بشمول تجارتی آزادی (trade openness)، قانون کی بالادستی اور مسابقتی منڈیوں کے ذریعے معاون اقتصادی ماحول تشکیل دینا ضروری ہے تاکہ آبادی کے منظرنامے سے استفادہ کیا جاسکے۔ حقیقتاً، معیشتوں کا آبادی کے ثمرات سے استفادے کا دارومدار کام کاج کے قابل نوجوان آبادی کے لیے ملازمتوں اور انٹرپرینیورشپ کے مواقع پیدا کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے، بالخصوص نئی اور ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجی سے متعلق پیشوں اور معیشت کے بلند پیداواری شعبوں میں، جن سے مستقبل میں معاشی نمو کو بڑھانے کی توقع ہو۔ زراعت، اشیاسازی اور خدمات کے شعبوں میں ڈجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافے سے مراد یہ بھی ہے کہ کام کاج کے قابل آبادی کے لیے تعلیم و تربیت کی نوعیت ہمہ وقت تغیر سے عبارت ہے۔

حصولِ تعلیم، لیبر فورس کی شرکت اور ملازمتوں اور انٹرپرینیورشپ کے موقعوں میں صنفی عدم مساوات کو دور کرنا بھی اُتنا ہی ضروری ہے۔ اس ضمن میں سماجی اور معاشی پالیسیوں پر عملدرآمد ضروری ہے نہ صرف مجموعی شرح افزائش میں کمی کے لیے بلکہ خواتین کی تعلیم اور افزائش کی شرحوں کے مابین معکوس تعلق اور مجموعی آبادی میں خواتین کا تقریباً نصف حصہ ہونے کے پیشِ نظر، آبادی کے تناظر کے توسط سے ملنے والے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی۔

[165] UNFPA (2020). National Narrative on Population Growth. Islamabad: UNFPA Pakistan.